

# مراٹھی شاعری کے کچھ اور ترجم



یعقوب راہی

# مراٹھی شاعری کے کچھ اور تراجم

یعقوب راہی

اظہار پبلیکیشنز، میراروڈ / بمبئی

## © بحق مترجم/مصنف محفوظ

---

|                      |  |
|----------------------|--|
| ● کتاب کا نام:       | ● مرائی شاعری کے کچھ اور ترجم  |
| ● اشاعت و تعداد:     | ● فروری ۲۰۲۱ء / ۵۰۰ (پانچ سو)  |
| ● قیمت:              | ● ۲۰۰ روپے   |
| ● زیر اہتمام:        | ● امام حسین مقبول شیخ  |
| ● سرورق:             | ● شفیق الحجم   |
| ● کمپیوٹر کمپوزنگ:   | ● امام حسین مقبول شیخ / موبائل نمبر 7738902700                             |
| ● مترجم/مصنف کا پتا: | ● 101 رار پن اپارٹمنٹ، لکشمی پارک، نیا نگر،<br>میراروڈ، ضلع: تھانے۔ 401107 |
| ● موبائل نمبرز:      | ● 9320110753 / 9930314475  |
| ● مطبع:              | ● نور پرنٹرز، مودی اسٹریٹ، فورٹ، ممبئی۔ 400001                             |

- ملنے کے پتے: ● سہ ماہی "تکمیل"، کوہ نور کالونی، شانتی نگر، نزدواڑیںک، بھیونڈی،  
ضلع: تھانے۔ 421302
- کتاب دار، A/SA/108/110 جلال منزل، ٹیمکر اسٹریٹ،  
ممبئی۔ 400008
- مکتبہ جامعہ: پرنسیس بلڈنگ، ابراہیم رحمت اللہ روڈ، ممبئی۔ 400008
- سینیک ایجنٹی، ایمن بلڈنگ، ابراہیم رحمت اللہ روڈ، ممبئی۔ 400008

انتساب

ساجدر شید کی یاد میں

پروفیسر یونس اگاسکر

اور

سلام بن رزاق

کے

نام

## فہرست

### حرفے چند: یعقوب را، ہی

## ترجم

|    |       |       |       |       |                    |
|----|-------|-------|-------|-------|--------------------|
| 9  | ..... | ..... | ..... | ..... | پدما گولے ●        |
| 11 | ..... | ..... | ..... | ..... | انورا دھا پوڈار ●  |
| 12 | ..... | ..... | ..... | ..... | شیریش پئی ●        |
| 15 | ..... | ..... | ..... | ..... | مشیل پگاریا ●      |
| 16 | ..... | ..... | ..... | ..... | داشتی محمد ار ●    |
| 17 | ..... | ..... | ..... | ..... | پربھا گنور کر ●    |
| 23 | ..... | ..... | ..... | ..... | رجنی پرولیکر ●     |
| 30 | ..... | ..... | ..... | ..... | مُریکھا بھگت ●     |
| 32 | ..... | ..... | ..... | ..... | جیوتی لانجے دار ●  |
| 33 | ..... | ..... | ..... | ..... | ملکہ امر شیخ ●     |
| 39 | ..... | ..... | ..... | ..... | سسلیا کاروہالو ●   |
| 43 | ..... | ..... | ..... | ..... | نیرجا ●            |
| 48 | ..... | ..... | ..... | ..... | پردھنیا دیا پوار ● |
| 51 | ..... | ..... | ..... | ..... | کویتا مہاجن ●      |
| 56 | ..... | ..... | ..... | ..... | اوشا ہنگونیکر ●    |

• • •

|     |       |       |       |       |       |                        |
|-----|-------|-------|-------|-------|-------|------------------------|
| 64  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | وِندَا کرندیکر ●       |
| 68  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | نارائے نُسروے ●        |
| 72  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | منگیش پاؤ گاؤں کر ●    |
| 76  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | منوہراوک ●             |
| 81  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | پرلہاد چیند و نکر ●    |
| 83  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | ہیمنت جو گلے کر ●      |
| 85  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | پرکاش جادھو ●          |
| 88  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | واہرو سوناونے ●        |
| 96  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | دامودرمورے ●           |
| 98  | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | لوک ناتھ یشونت ●       |
| 104 | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | بھگوان نیلے ●          |
| 111 | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | ششی (کانت) ہنگو نیکر ● |
| 114 | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | پردیپ جادھو ●          |
| 116 | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | ارون کالے ●            |
| 117 | ..... | ..... | ..... | ..... | ..... | اُشم کاملے ●           |

## حرفے چند

اس سے پہلے مراثی دلت شاعری کے اردو ترجم پر مشتمل میری کتاب "دلت آواز" کے نام سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد میں نے سوچا تھا کہ منصوبہ بندی کے ساتھ "مراثی نسائی شاعری" کے مختلف النوع پہلو آجاگر کرنے والی مراثی زبان کی شاعرات کے اردو ترجم پر کام کروں لیکن افسوس کہ کسی سبب، میں یہ کام دل جمعی کے ساتھ پورانہ کر سکا..... تاہم اس سلسلے کے جتنے بھی ترجم کیے جاسکتے تھے، وہ میں نے ضرور کیے ہیں۔ زیر نظر کتاب انھیں ترجم پر مشتمل ہے۔ یہ اور بات کہ اس میں مراثی زبان کے چند اور عصری /آدی باسی /دلت شاعروں کی منتخب نظموں کے اردو ترجم بھی شامل ہیں۔ بہت ممکن ہے، مراثی شاعری کے اردو ترجم: ایک جائزہ (مطبوعہ: ۲۰۰۳ء) اور مراثی شاعری، دلت فلکر و نظر تک (مطبوعہ: ۲۰۱۲ء) سے قطع نظر، اس نوعیت کا یہ میرا دوسرا اور آخری مجموعہ ترجم ہی ثابت ہو.....

مراثی کے سنت شاعروں (سنت گیانیشور، سنت نام دیو، سنت ایکنا تھ، سنت ٹکارام، سنت رام داس، سنت شیخ محمد.....) کے زمانے سے مراثی کی سنت شاعرات (مہدیہے کے بعد کی..... جنابائی، ملکتابائی، دینابائی، بہنابائی، پرمابائی، کانخوپاترا.....) بھی شاعری کرتی رہی ہیں۔ اس کے بعد ایک طویل عرصے (۱۹۵۰ء / ۱۹۷۰ء) تک مراثی نسائی زندگی کی طرح، مراثی نسائی شاعری بھی حصہ بند ہوئی لیکن اس حصار کو اٹھا رہو یہ صدی کے اوخر اور ائمیں صدی کے اوائل میں بہنابائی چودھری نے توڑا، اور اس سلسلے کو پھر جاری و ساری رکھا لکھنی بائی ٹلک، لکشمی بے ہے رے، منور ماراناڈے، شاردا بائی پرانچے، شانہ بائی پھنسنے..... وغیرہ شاعرات نے جن کے موضوعات شاعری اگرچہ عشق و محبت، ہجڑ و وصال، ہی رہے لیکن جوں ہی ہندوستانی عورتیں، گھر بار، چولہا چکی،

بال پچ سنجاتے ہوئے گھروں کی دہنیزیں پھلانگ کر، سیاسی و سماجی۔ عمی و ثقافتی میدانوں میں قدم رکھنے لگیں، مرائی زبان کی شاعرات بھی اپنے متعلقہ جذبات و محسوسات کا اظہار کرنے لگیں۔ اس مظہر نامے کی ترجمانی سنجیونی مرائی، پدماگولے، شانشیلکے، اندر اسنت، پدما لوکور، سریتا پتکی، یو گینی جو گلے کر، او شایئے، سُشلا مرائی، لیلا راجہ پٹ وردھن وغیرہ کی شاعری کرتی ہے۔ آج بھی یہ رویہ نہ صرف جاری ہے بلکہ اس میں جگہ جگہ سرکشانہ نسائی ذہن، اقتصادی مسائل، ٹوٹے خواب، بے چینی و تہائی، سماجی تضادات، جنسی استھصال و جنسی آزادہ رہوی، جہیز کی لعنت و خودداری، خودکلامی اور نسائی آزادی فکر و اظہار کی ترجمانی بھی ہونے لگی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بدلتے وقت کے ساتھ ساتھ اس انداز کی فکر و نظر کی ترجمانی میں اضافے ہی ہوتے رہیں گے۔ اس مجموعے میں شامل مرائی زبان کی چند شاعرات کی تخلیقات اسی کے اشارے ہیں.....

ع گر بول افتاد، ز ہے عز و شرف۔

کیم جنوری ۲۰۱۴ء

یعقوب راہی

• • •

# حصہ اول

## • پدماگولے

(جنم: ۱۹۱۳ء، وفات: ۱۹۹۸ء، آبائی وطن: تارگاڑ، پھر مقیم: پونے، تعلیم: ایم۔ اے، ۱۵  
شعری مجموعہ شائع ہو چکے ہیں۔)

## • میں اندر ہیرا بن کر چھپ گئی تھی

میں اندر ہیرا بن کر چھپ گئی تھی

گھائیوں، وادیوں، ٹکھاؤں، پیڑوں کی بیلوں کے گنج کنخ میں

میری تیرگی محفوظ!

میں ریت بن کر چھپ گئی تھی

ندیوں، آبشاروں اور ساگروں کی اتھاہ گہرا یوں میں

اپنا جھٹ پن سنبھالتے ہوئے!

میں نو کھے جھڑے پتے بن کر بکھر چکی تھی

جنگلوں، بنوں، دھول مٹی، اکلے پن کے شکار پیڑوں کی جڑوں کے آس پاس

اپنی زردگی چھپاتی ہوئی!

تم آئے

میری قد آور خودداری کو نہارتی اپنی بھیگی نظر وں کی سر دگی کا چھڑکاوا کرتے ہوئے

پھر اچانک رُک گئے

اب اندر ہرا

چاندنی سے دمک رہا ہے

ریت پر موتویوں کی قائمی چڑھ رہی ہے

نو کھے جھڑے پتوں کی زر درگ رگ میں

ہر اور دپھیلتا جا رہا ہے (اور) مجھے ڈر لگ رہا ہے

اسی لیے میں

پھر انہیں کرچھ پگنی ہوں  
 تمہاری آنکھوں — تمہارے دل میں  
 مجھ سے — تمہاری حفاظت کرنے کی خاطر! •••

## • لکشم من ریکھا •

سیتا کے آگے  
 ایک ہی ریکھا کھنچی لکشم نے  
 ہے اُس نے بچلانگا اور قوع پذیر ہوئی رامائش!  
 ہمارے آگے  
 ڈسول سمٹ لکشم من ریکھا میں  
 جنھیں بچلانگنا ہی پڑتا ہے  
 راؤنوں سے مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے  
 کمی بس اتنی ہی  
 دھرتی پھٹ کر.....  
 (ہمیں) اپنی آنکھ میں نہیں لیتی! •••

## • انورادھا پوڈار

(۱۹۲۷ء - ۲۰۱۳ء تعلیم ایم۔ اے۔ پی اسچ ڈی، ایس۔ پی کانج (پونے) کے شعبہ  
مراٹھی کی سابقہ پروفیسر۔ چار شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں نیز متعدد کتابوں کو مرتب کرنے کے  
علاوہ مختلف انواع موضوعات پر نشری تحریریں بھی قلم بند کر چکی ہیں۔)

## • اور بھی سب آسان ہوگا

جب تمہارے نخنے کا نوں میں پھونک مار کر  
کاجل ٹیکا لگا کر  
تمھیں جھو لا جھلا یا کرتی تھی  
اس وقت سو نگھے ہوئے تمہارے زم و ملام جمال بالوں کی نو  
آج بھی یاد آتی ہے مجھے  
تمہاری محبت کی کشش میں  
(شام کو جب) گھر کی طرف دوڑ رگاتی آیا کرتی  
بھرے بھرے پستانوں سے (دودھ کے) سوتے پھوٹ پڑتے  
(اور) میرا پلو بھیگ بھیگ جاتا

تمہارا بچہ چہرہ چھپانے والے اس دودھ بھیکے پلو کی نو  
اگر تمھیں آج بھی یاد آئے

تو اور بھی سب آسان ہوگا ० ० ०

## • یہ دیوار میں ہی کہنے لگی ہیں

ایک مرد چاہیے  
 اس گھر کے لیے / ہتنا کتنا ایک مرد چاہیے  
 بُن نہ ملنے پر شور و غال مچاتے ہوئے — گھر سر پر اٹھانے والا  
 اپھے گاڑھے سالم سے خوش ہو جانے والا  
 بالوں میں انگلیاں پھیرنے پر ..... بچہ صورت آغوش میں گھٹنے والا  
 ذمدار قدموں سے شام آگیں ملوں انڈھیرے کو مُنشر کر دینے والا .....  
 مرد چاہیے اس گھر کو / ہتنا کفایت مرد !  
 نہیں، یہ میں نہیں کہہ رہی ہوں  
 یہ دیوار میں ہی کہنے لگی ہیں کب سے ۰ ۰ ۰

## • سریش پی

(جتنم: ۲۵ نومبر ۱۹۲۹ء۔ نمبئی میں قیام۔ تعلیم: بی اے۔ ایل ایل بی۔ ان کے متعدد و متنوع شعری اور افسانوی مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں اور انہوں نے ناول بھی لکھے ہیں، خاکے بھی، ڈرامے اور اخباری کالم بھی۔ اور ہاں! موصوفہ مراثی شاعری میں ہائیکوز (جاپانی صفتِ خن) کو متعارف کرانے والی اولین شاعرہ بھی ہیں)

## • ہائیکوز

- ۱ گاڑی کچھاں تیز رفتاری کے ساتھ آگے نکل گئی کہ راستا کھل اٹھے جنگلی پھول/  
آنکھوں میں بھر کر دیکھے ہی نہ جاسکے
- ۲ اڑ جاتے وقت بگلنے / بلکے سے چھوپانی کو / ابھر آیا تر گ بڑھتا ہی گیا
- ۳ اندر وون سے اُبل رہی ہے خوشی / کیہوا میں کوئی تبدیلی آئی ہے / سچ ہی تو ہے کہ زت  
بدل رہی ہے
- ۴ صبح ہونے پر بھی / راستا راستا جل رہے ہیں دیے / جل جل کرات بھر
- ۵ سرد آگیں صبح کے وقت / ذہلتہ ذہلتہ / چاند نے مجھے گرمی دی

## • ایسی جگہ آئی ہوں

ایسی جگہ آئی ہوں جہاں کوئی ڈر نہیں  
جہاں ہو چکا ہے سبھی شبہات کا خاتمه  
رکھی ہے گردن ایسے کندھے پر بے خوف ہو کر  
جہاں سے ہوتا نہیں دشواش گھات  
رکھا ہے ماتھا ایسی بلند چھاتی پر  
جس میں گرجتی ہیں ہمیشہ آندھیاں..... صرف میرے لیے  
ہر آندھی کا خاتمه ہوتا ہے ایک ایسے عظیم نگیت میں

جس میں سے نکلنے والا ہر ایک ملائم نمبر — صرف میرے یے!

## ● دل نچاور کرتے ہیں.....

دل نچاور کرنے والے لوگ  
زرا لے ہی ہوتے ہیں  
سیلا ب ہوتا ہے ان کے مزاج میں!  
جب وہ ساحل چھوڑتے ہیں  
تب ان کی رفتار، ندی سے بھی تیز تر ہوتی ہے  
گرتے ہیں گہرائی میں تو بلند قامت ہو جاتے ہیں  
جیسے مسکراتے ہیں پھول اور پوری طرح کھل آئتے ہیں  
بکھیرتے ہیں خوشبو اور گر پڑتے ہیں مر جھاکر  
دل دینے والے ہی فطرت کو آسانی سے قبول کرتے ہیں  
آنسوؤں کے ہر قطرے میں سے  
ان کے گیت بخوبی آتے ہیں  
محبت کی اجلی کر نیں  
ان میں سے ہمیشہ نکا کرتی ہیں  
جن کے دروازے بند ہوتے ہیں  
انھیں بھی وہ اپنا دل دیتے ہیں  
دل نچاور کرنے والے لوگ  
زرا لے ہی ہوتے ہیں!

## • سُشیل پگاریا •

(جذم: ۶ نومبر ۱۹۳۸ء، تعلیم: ایس ایسی، پیشہ: تجارت، دو شعری مجموعے، شائع ہو چکے ہیں  
نیزوہ امریتا پریم کی شاعری کے تراجم بھی کرچکی ہیں۔ قیام جلدگاؤں۔ 425008)

## • آزادی نسوال کے دور میں •

آزادی نسوال کے دور میں

اُن کے کبھی صحائف — مان لینے پر بھی  
سامنے بیٹھے ہوئے تم  
بھائی ہو، شوہر ہو کہ میٹے؟

ٹھیک سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے  
کہ آنکھوں میں بن آیا ہے دیز پر دہ!  
لیکن ان میں سے جو کچھ بھی رہے ہوتم  
میری متناکال بالب — بھرہو افاصلہ

اس میں تمہارے بے شمار جرام  
بڑی آسانی سے گھل مل گئے ہیں  
اور میں بنی ہوں سر پر کا آکاش  
ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر..... نہ ہو کر بھی ہونے کے برابر!

● ● ●

## واسنٹی محمد ار

(جنم: ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء، تعلیم ایم۔ اے، پیشہ: لکھنا پڑھنا، مصوری مقامی، ممبئی، شعری مجموعہ: سبیل رے، اخبارات و رسائل میں کہانیاں، انشائیے، شعر و ادب نیز مصوری پر تنقیدی مضمایں بھی لکھے ہیں اور Indian Heritage کے نام سے نشری نگارشات بھی شائع ہو چکی ہیں۔)

### • بھیگنے کے لیے نئی دھوپ میں •

ہل جائے تو لے آؤ  
جنگلی پھول..... میرے لے  
ایک بار پھر جب مُسکرائی تو مُزکر دیکھا نہیں (اے)  
ہل جائے تو لے آؤ  
تگ کیوڑا..... میرے لے  
کیسے کہوں کہ یہ آبدار موتی..... کب سے ہوا ہے دیوانہ!  
اب کہیں بھی نہ رکو  
سیدھے اُتر آؤ میرے من میں  
کب سے زکی ہوں میں  
بھیگنے کے لیے..... نئی دھوپ میں     ● ● ●

## • پر بھا کنور کر

(جم: ۸، جنوری ۱۹۷۵ء، تعلیم ایم اے، پی ایچ ڈی، اپنفشن کالج (مبین) کے شعبہ مراثی کی پروفیسر کی حیثیت سے سکندوٹ ملازمت، دو شعری مجموعوں کی خالق، مراثی اخبارات و رسائل میں متعدد ادبی تقدیمی / تبصرہ جاتی مضمایں بھی لکھا کرتی ہیں۔)

## • مسکن

طوفانی آندھی نے مار بھگائے  
اجاڑ جنگلوں کے بھو کے درندے — آزاد ہو چکے ہیں اب  
راستہ راستہ ابھر آئے ان کے ظالم پنجے  
کہیں سے بھی تعاقب کیے جانے والی انگلی خون میں آنکھیں  
ان کے جسموں سے آنے والے کچھ گوشت کی سفا کسٹو  
خون کا پھر کا لگے تیز ناخنوں کے نشانات ابھر آتے ہیں کسی نہ کسی بد بخت زندگی پر  
سارے ماحول ہیں درآئی ہے دلی دلی ہوئی بھیاں کہ دہشت  
اجاڑ جنگلوں تے آئے ہوئے بھو کے درندوں کے غول، ہی غول  
انسانوں کے خالی گھروں کو انہوں نے اب اپنا مسکن بنالیا ہے ۰ ۰ ۰

## • اُلٹی تلاش

وہ مجھے زندہ مار چکے / خون بنبئے نہ دیا  
انہوں نے زخمی کیا / ہونٹوں سے کوئی لفظ بھوٹ نکلنے نہ دیا  
میری راکھا / بدن کو رگڑ کر  
میرے ہی نام سے چیخنے چلائے  
دوبارہ جنم لے کر / میری آنکھیں  
انھی کو دھونڈ رہی ہیں ! ۰ ۰ ۰

## • یہ ہو

یہ تو نہیں کہوں گی میں اک تم نے دھوکا دیا  
 کس لیے کہا جائے؟  
 تب سے میں جھیلتی آئی (سارے) گھاؤ  
 کس کس کے گنے جائیں؟  
 ہمیشہ بہتے رہے زخم  
 کبھی کوئی خشک لمحہ ضرور آتا ہے ایکن وہ بھی فریپ نظر ہی  
 سوکھنا، ہی بھول چکا ہے جیسے یہ ہو  
 بس بہتا، ہی جائے! ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

## • شام

کیا تمہاری آنکھیں بھرائی ہو گی؟  
 وہ سمندر، وہ رنگ، وہ آکاش  
 کیا بوجھ بن چکے ہوں گے؟  
 کیا تم بجھ چکے ہوں گے لمحہ بھر کے لیے یادوں میں ڈوب کر؟  
 مٹے ہوئے سائے اپنے جسم پر لیے  
 کیا تم بہہ چکے ہوں گے؟  
 میرے ساتھ کچھ یوں ہوا ہے  
 کہ میں خود اپنے تیس ہوچکی ہوں بے قابو!  
 اے شام!

کم سے کم یا آکاش، یہ رنگ، یہ سمندر تو اپنے قابو میں کر لے! ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

## • سمجھ میں نہیں آرہا ہے

کچھ بھی سمجھنہیں پار ہی ہوں  
 کس مخصوص جگہ  
 میں بھول چکی ہوں اپنی راہ  
 اب کے جب بھی کوئی ملتا ہے / لوٹ جانے کو کہتا ہے  
 نوں تو ملا کرتے ہیں لوگ، پیڑ، پندے  
 لیکن کسی پر بھی بھروسہ نہیں  
 — کوئی سیدھا راستہ دکھائے گا، اس پر سے میرا اعتبار انھوں چکا ہے اب  
 اور مجھے!  
 کہاں جاتا ہے، انھیں بھی تو کہاں معلوم؟  
 میری ہی طرح! • • •

## • گلڈمڈ

یہ جھوٹ ہے  
 کہ زندگی ہمیں گھستتے لے جاتی ہے  
 اکثر ویسٹر ہم ہی / زندگی کی انگلی پکڑے  
 اُسے کسی غیر مناسب جگہ پر چھوڑ آتے ہیں  
 اُس اُس پل (اپنا) وہ۔ وہ فیصلہ صحیح لگے، یہ ضروری نہیں  
 دوسرے دروازے دکھائی ہی نہیں دیتے  
 اُس وقت بالکل آپ ہی آپ کبھی گھرے رنگ، بلکہ لگتے ہیں / اور خاردار پیڑ دکش  
 یہ جھوٹ ہے / کہ ان سکھوں نے تمھیں ورنگا یا ہوتا ہے  
 تم ہی نے (خود) بنی خوشی / اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ہوتا ہے • • •

## • جان پہچان

آنکھیں بھر بھر کر  
 دیکھ لیا جائے یہ ماحول آخری بار  
 کون جانے یہ گاؤں پھر دکھائی دے گا کہ نہیں  
 ذہند میں سے اُبھر آئے یہ گھر، یہ منادر، مسکراتے ہوئے یہ تارے  
 کون جانے یہ مسکان ایسی ہی ہو گی کہ نہیں  
 یہ پیڑ تو اکل ہی سے ہو گئے ہیں غیر جانب دار، پرانے  
 کون جانے  
 دیکھ کر یہ (اپنے) ہاتھ لہرا میں گے کہ نہیں  
 جان پہچان کتنی جلدی بخول جاتے ہیں سبھی لوگ  
 کون جانے، میری بھی آنکھوں میں یہ گیلا پن ہو گا کہ نہیں ॥ ॥ ॥

## • پیڑوں ہی نے مجھے

کسی نے مجھے / بار بار اکھاڑ کر  
 وہاں سے یہاں، یہاں سے وہاں / نوں بویا ہوتا  
 یا (پھر) ہر بار اگ آنے والے لال لال سے پتوں کو  
 جانوروں نے یوں گُتر ڈالا ہوتا  
 یا (پھر) زمین ہی میں سے جڑوں کے اندر گھس کر  
 کیڑوں مکوڑوں نے مجھے یوں کھوکھلا کر دیا ہوتا  
 تو میں نے خود گشی کر لی ہوتی!  
 پیڑ، کس تخلیقی اُکساوے کے تحت  
 مفبوط ارادوں جیتے ہیں؟

ہر بار اسرا کس بل دا اوپر لگا کر لال بوند سا پتا اگ ہی آتا ہے

کتنی ہی مختصری زندگی / مقدار بن کر — لے پھر بھی  
 پھو لئے پھلنے کے موسم میں  
 قابلِ رحم، ہی سہی کلی — تنتے پر!  
 پیروں ہی نے مجھے جینا سکھایا  
 گرائے جانے پر بھی انٹھ کھڑا ہونا سکھایا ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

## • پُرانا گھر

مُرانے گھر کے اجھر یوں دار پیروں پر سریک کر  
 قدم رکھا میں نے آنگن میں  
 تب آنگن میں نُوائی کے نجou کا ڈھیر تھا  
 بچپن کی عمر میں  
 کسی نئے گھر کے چاول  
 پیروں سے کھسکا کر اس میں داخل ہونے کے بجائے  
 خود اپنے ہی گھر کے دانے پیروں چکنا کر امیں نکل پڑی باہر  
 دروازے کے پٹ آہنگی سے کھولے  
 پُرانا گھر / دیکھا رہ گیا مجھے جاتے ہوئے  
 اُمّا آئے جذبات کو  
 گلے ہی گلے میں سنبھالتے  
 (اور) بدلتے زمانے کی تیز رفتار ہوا کو جھیلتے ہوئے  
 پُرانا گھر بُڑا ہوا:  
 یہاں کے مرد بھی کبھی تعلیم پانے کے لیے باہر نہیں گئے  
 لیکن اب تو  
 یہ بچپی بھی ---!  
 ۰ ۰ ۰

# • گھر

مجھے

کچھ بھی تعاون نہیں دیتا ہے یہ گھر

میں نے اپنے دل سے

جوڑ کی اجڑائی / یہ چیزیں، یہ کتابیں، یہ پیر

بھی کے بھی اس قدر بے تعلق و بے اعتناء کیسے ہو سکتے ہیں؟

میں نے انھیں / چمکارا، چمکارا، پیار کیا

زندگی دی، پروان چڑھایا / ان کی آب پاشی کی

انھیں یہ سب الحبھر کے لے ہی سبھی

یاد کیوں نہیں؟

وہ کیوں نہیں اور پرانھاپاتے مجھے / تاقابلِ ذکھوں کی اس وادی میں سے؟

لحہ بھر کے لے ہی سبھی

وہ کیوں نہیں بُجھاپاتے میرے اطراف کی آتش زدگی؟

سمجھ سکتی ہوں میں / انسانوں میں درآئی انسانیت کی سُکردن

لیکن میں

قطعی منظور نہیں کر سکتی

میرے گھرنے بھی میرے ساتھ جاری رکھا ہوا

یہ عدم تعاون!

● ● ●

## • رجنی پر و لیکر

(۱۶ جون ۱۹۳۵ء، تعلیم: ایم اے، پی ایچ ڈی، نہ بانی کالج (مبینی) کے شعبہ مراثی کی پروفیسر کی حیثیت سے سکندوٹ ملازمت، طویل سے طویل تر نظموں پر مشتمل چار شعری مجموعہ شائع ہو چکے ہیں۔)

## • بیس سالہ عمر میں

اُس بیس سالہ عمر میں  
تمھاری ذہانت کے آکاش کو  
ناپنے والے پنکھے نہیں تھے میرے پاس  
آج.....

جن کو میرے پنکھہ دکھائی نہیں دے رہے ہیں  
اُن کو حقیر سمجھنا بھی اب میں ترک کر چکی ہوں  
اطراف میں گھونے پھرنے والے بیشتر لوگ  
میری بیس سالہ عمر کے زوب ہی کے پُر زے ہیں  
بکھرے بکھرے — ۰۰۰

## • ایک ہی نظر میں

جب دل ملے ہوئے ہوتے ہیں  
تب مرد کی ایک ہی نظر میں معلوم ہوتا ہے عورت کا خشک چہرہ  
چپل کی اُبھر آئی کیلوں کی طرح  
نگاہوں کو جھما کرتے ہیں اُس کے بدن پر آراستہ قیمتی زیورات  
اور پھر دو سطروں کے مابین پڑھنے سمجھنے کی طرح  
پڑھی جاتی ہے خود بخود دوپکوں کی صورت حال ۰۰۰

## • اگلی ملاقات

ایک دوسرے کے بدن کی بے ضبط لہریں —  
 لیکن اس پل کے ختم ہو جاتے ہی  
 خالی جامِ ذور پھینک کر  
 تم اسے بھی ذکریل دیتے ہو ذور  
 تم سے اگلی ملاقات ہونے تک  
 چلتی رہتی ہے وہ  
 زمین پر کاٹج کے بکھرے ہوئے نکڑوں کی طرح! ۰۰۰

## • کپڑے اُتارنے سے پہلے

کپڑے اُتارنے سے پہلے  
 ایک دوسرے کے دل پر جمی کھپلیاں  
 الگ کر دینی چاہیں  
 اندر — گھرائی میں کیا ہے / اُسے سمجھ لینا چاہیے  
 بحث و تکرار بڑھے گی / اتصاد م ہو گا  
 لیکن انھی میں سے  
 آنکھوں کے سامنے وسعتِ راہ کا اندازہ ہو گا  
 دوسروں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کی ہوئی باتیں  
 سُنبھلی ہوئی کہانیاں، ذیلی کہانیاں (معلوم تو ہوں گی)  
 ایسا کیوں نہیں لگتا  
 کہ زوبہ زو  
 صاف صاف (بے باکانہ طور پر) بول کر  
 حتی الامکان سمجھ لیا جائے ایک دوسرے کو؟ ۰۰۰

## • برهنہ سچ

اور پھر تم آگے کہتی رہیں: ”میں سماج کی نظر میں بیا، ہی بیوی  
 معزز — لیکن حقیقت میں ایک وقاریا ہی  
 البتہ ایک مرد کی  
 اور قریب قریب بھی ایسی ہوتی ہیں  
 کچھ کو یہ معلوم نہیں ہوتا  
 اور کچھ میں — اپنے آپ بھی اسے قبول کر لینے کا حوصلہ نہیں ہوتا  
 اسی لیے تم مرد متعلق برہنہ سچ کے تعاقب میں مت دوڑو  
 دیے بھی آج تک بہت دوڑ چکی ہوتی  
 لیکن اب رُک جاؤ  
 سانیس پھلا دینے والی یہ تگ و دو، یہ تڑپ اب تو روک دو“  
 — دیکی بدیکی سازیوں، میچنگ ملاواز  
 بیوٹی پارلر اور سطحی فقرہ بازیوں کے شوروں غل میں  
 تمھارا اُنگ ہی محسوس ہوا  
 — سالہا سال سے  
 میں اپنے دماغ کو اپنے ہی ناخنوں سے گھرچ کر  
 اس کے گولے، نوالہ نوالہ نکلتی رہی  
 عدم محبت کی حالت میں گلا خشک ہونے پر  
 بے عزتیوں کی کائیاں بھراپانی  
 مجھے اپنی ہی اوک سے پینا پڑا  
 کبھی داؤ پیچوں سے داؤ پیچوں کے ساتھ لڑی / تو کبھی جھوٹ ہی بولی  
 مرد متعلق برہنہ سچ کی میری تلاش / اب ختم ہو چکی ہے  
 غیر آباد سطح مرتفع کی مایوسانہ شانتی / میرے دل میں ساکر رہ گئی ہے

اور اس شانتی کے متین بہاؤ میں:  
 ”میں سماج کی نظر میں دیا ہی یوں، معزز — لیکن  
 حقیقت میں ایک وفیا ہی، البتہ ایک مرد کی“ —  
 تمھارا یہ جملہ پھول کی طرح تیر رہا ہے  
 میں نے اُسے  
 اپنی اوک میں لایا ہے مرنے تک  
 (اور) اپنا بہنہ جسم  
 مرد کے حوالے کرتے رہنے تک! ۰۰۰

• گھر کی چار دیواروں میں  
 گھر کی چار دیواروں میں  
 بے معنویت کی جڑ  
 شاخ شاخ اب پھیلتی جائے گی  
 بوچھا رہو گی زمین پر بے رنگ دُبو پھولوں کی  
 اور سیاس لے کر  
 جنگل میں گئے ہوئے مرد کی طرح  
 جینے لگوں گی میں  
 گھر ہی کی چار دیواروں میں ۰۰۰

• طویل نظم ”خواب“ کے اقتباسات  
 اب انتبا ہو چکی ہے  
 میرے بھی صبر و ضبط کی  
 خودداری میں جگہ جگہ شگاف پڑ چکے ہیں  
 سفا کی کے باعث

دل بھی جل جل کر اکھ ہو چکا ہے  
 اس کے بعد بھی  
 اگر تم اپنے مردانہ تکمیر کے تحت  
 اسے مزید کھینچتے تانتے رہو گے  
 تو سمجھلو  
 کہ دوستی کی موت تکھنی نج جائے گی  
 ..... ذاتی محنت سے کمال تشوہ بھی چپ چاپ مرد کے حوالے کر دینا — یہ ہے اقتصادی آزادی  
 اور متعدد عورتوں کو تجربہ (گاہ) بنانا (استعمال کرنا) — یہ ہے مرد کی بالائشی  
 ایک خواب — حال ہی میں میرا متواتر تعاقب کرتا رہتا ہے:  
 ”سماج میں مرد طوائفوں کے بھی محلے ہیں  
 اور عورتیں محبتیوں کے سراہوں پر تھوک کر  
 مرد طوائفوں کے منہ پر پیسے پھینک کر  
 سبھی طرف عزت و آبرو کے ساتھ گھوم پھر رہی ہیں،“  
 جی چاہتا ہے کہ اس طرح کا واقعہ  
 پچاس، سو یا پھر دو سو برسوں کے بعد ہی کہی  
 وقوع پذیر ہوا (اور ضرور ہو)  
 • • •

## • ایک طویل نظم کے اقتباسات

اور جب تم  
 میری ساری گفتگو  
 آنکھوں میں سماں رہتی ہو  
 تب لگتا ہے کہ تمہارے ہاتھ / ہاتھوں میں لیے جائیں  
 اور ایک لفظ بھی نہ بولتے ہوئے / چپ چاپ بیٹھا رہا جائے  
 تمہارے ساتھ کے ما جوں کا رنگ .....

ہمیشہ برا بھرارہتا ہے / آئل پینٹ کی طرح

وہ پھیلتا جاتا ہے تمہاری دیواروں پر

اور منی پلانٹ بن کر اپروان چڑھتا رہتا ہے

میرے گھر کی کھڑکی میں

تم سے مل کر اپنے گھر لوٹ آنے پر ۰۰۰

## • کہیں سے

پرندوں کی ڈاریں

جس طرح کہیں سے آتی ہیں

اسی طرح لفظ بھی ہتھیلوں پر آرتے ہیں

کندھوں پر بیٹھتے ہیں

نظم کے مکمل ہونے پر

کھل اُٹھتے ہیں جان و دل

گویا ہم

سر بزد مرتعش پیڑ بن چکے ہیں

اور شاخ شاخ

پرندے چچھا رہے ہیں ۰۰۰

## • ایک اور طویل نظم کے اقتباسات

لفظو!

کبھی کبھی مجھے اپنے آپ ہی حیرت ہوتی ہے

کہ پہاڑوں، وادیوں کو پار کر کے

ڈورڈور کے ملکوں سے آنے والے پرندوں کی طرح

تم اس طرح بالکل اچانک کہاں سے آتے ہو؟ اور اس قدر اپناست کے ساتھ کیوں آتے ہو؟

پھر (ئوس) لاتا ہے اکہ ہمارا جنم جنم کا رشتہ ہے  
 کسی جنم میں تم آکا ش تھے اور میں زمین — یہوں کو پروان چڑھانے والی  
 پھر ایک (بڑا طو فانی) سیلا ب کیا آیا  
 کہ زمین پا تال میں اور آسمان اوپر  
 اسی لیے تو وہ اس جنم میں  
 اس طرح متواتر حواس باختہ کیے (چکڑا دیے) جا رہا ہے  
 ..... اور (ہاں!) آکا ش میں وہ گھر آئے گھنے بادل — تم ہی ہو  
 ان بادلوں کو موسلا دھار بر سنا ہی ہے  
 اور مجھے بھی اس برسات میں آزادانہ طور پر بھیگ بھیگ جانا ہے  
 موج موج سُلگنے والا وہ کنارہ  
 میں ہی ہوں  
 اور پھر تم بھی تو اپنے اندر  
 مجھے سمو چکے ہو  
 میں تم میں ہمیشہ کے لیے تحلیل، ہو جانا چاہتی ہوں

● ● ●

## • سُرِ یکھا بھگت

(جنم: ۲۶ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ بُلڈھانہ کے ٹی بی سینی نوریم میں وسٹر پال کی ملازمت سے سبدوں، اب رہائش: شانتی نگر، امرادی۔ ۴۴۴۶۰۶ مزید تفصیل کے لیے "دلت آواز" ملاحظہ ہو)

## • اندازہ

تم نے  
میری آنکھیں ہی ناپیں  
نظر نہیں

میرے ہونوں کے قوس قزاح ہی ناپے  
میرے لفظوں کے سر تال نہیں  
میری اوچائی ہی ناپی  
میرے اندر کی استعداد نہیں  
مجھے سونے روپے سے سجايا  
گیان کی روشنی سے نہیں  
تم میری نازک انگلی ہی میں انگر رہے  
میری مشی کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے  
تم نے میرے پیروں کی زراکت ہی محسوس کی  
قدموں کے نقاروں کی نہیں  
اب بھی تم

پر پراویں کی عینک ہی سے میرا معائنے کرتے ہو  
لیکن پہچانا کبھی بھی نہیں

تمھارا سارا کاسارا اور پری اندازہ ہی غلط ہے  
میرے اندر — گونج رہی ہے کھلی تیز آندھی  
ہمیشہ کے لیے میری ملکتی کی!

## • قابلیت کے نقش و نگار

تمہارے دہ مہندی بھرے ہاتھ  
زیبائش کے لیے کبھی تھے ہی نہیں  
جب اُس کے ہاتھ  
تمہارے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے جھوٹ گئے  
تب دردوں کے ہاتھ  
تمہارے ہاتھ تھام لینے کے لیے بہت ہی بے تاب ہوئے  
لیکن تمہارے ہاتھ (تو) تمہارے ہی بھروسے کے۔!  
(انھیں) کبھی  
طفیلی نہ ہونے دو کسی کے!  
ان ہاتھوں پر۔ ایک بار پھر  
تم ہی اپنی قابلیت کے نقش و نگار  
ہمیشہ کے لیے کندہ کرلو 000

## • ظاہر ہو چکی میں

ظاہر ہو چکی میں  
برسون سے بند، کھلی کھڑکی کی طرح  
میٹ کی مورتی میں جان، (اور) برسون بعد ہوش میں آنے کی صورت  
اپنے ہاتھوں میں تمام تر طاقت سمیئے ہوئے  
آنئنے سے نکل کر، خود کو پر کھنے کیا لگی ہوں میں  
اب تو خود ہی اپنی زندگی کی پہچان بن گئی ہوں  
جی ہاں! ظاہر ہو چکی میں! 000

## • جیوئی لانجے وار

(جنم: ۲۵ نومبر ۱۹۵۰ء، وفات: ۹ نومبر ۲۰۱۳ء، باقی ساری تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم الحروف کے ترجمہ پر مشتمل "دلت آواز")

### ہری گھاس پر لال نعرہ

میری آنکھوں کے سامنے ہمیشہ کھڑی رہتی ہے  
کوروؤں کے دربار میں بے عزت ہونے والی پانچھائی  
ٹیکوں ٹیکوں جنم لینے والے ڈوشاں

پروان چڑھائے ہیں سماج نے خود اپنے ہی سائے تلے  
ان فاسقوں کے ہاتھوں غروب ہونے والے سورج کو تم دہکائے رکھو  
آکا ش کوتار یک مت ہونے دو

اے کرشن! — تمہارے راجیہ میں  
ماں بہنوں پر مظالم — اور تم اپنی آنکھیں یوں بند کیے ہوئے!  
اے، پورا بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑے فراہم نہ کر سکوتونہ سہی  
لیکن کپڑے کھینخے والے وہ ہاتھ تو جڑ سے چھانٹ ڈالو  
ڈھرانے مت دو — نیا مہابھارت

درنہ — ہمیں بھی لکھنے پڑیں گے ہری گھاس پر لال نعرے  
مشتعل ہو جانا پڑے گا جنگل کی آگ کی مانند  
تمام گرد و پیش کو گھیرے میں لے کر —

تم اپنا ”دین دیال“ کا خطاب لوٹا دو  
اور خوشی خوشی بن جانے دو کر دکشیتر  
اس بھومی کو —!

● ● ●

## • ملکہ امر شیخ

(جنم: ۱۶ ار فوری ۱۹۵۲ء، مراثی کے مشہور شاہیر مرحوم امر شیخ کی دختر اور دولت پینٹھر کے اہم لیڈر اور مراثی دولت شاعر آں جہانی نام دیوڑھ سال کی شریک حیات، سبیئی میں قیام۔ ایس ایسی تک تعلیم، اسکول کی زندگی ہی سے مصوّری، رقص اور اداکاری میں پیش پیش، شاعری، ڈرامہ نگاری، افسانہ نگاری رقص و موسیقی اور اداکاری سے لپی۔ اب تک دو شعری مجموعے (والو چاپر یکر، مہاگنر) موضوع بحث بنی ایک خودنوشت سوانح عمری (ملا آؤ ہونست وہاں کج آہے) کی اشاعت کے علاوہ "ننتر" کی ادارت، ایک طویل کہانی (ایک نہ سپناری گوٹھ اختم نہ ہونے والی ایک بات) متعدد انشائیے اور تبصرے بھی شائع ہو چکے ہیں۔)

## • آندھی

اب مجھے  
کسی بھی آندھی میں گھر جانا پسند نہ ہو گا  
کوئی بھی آندھی چھوٹی نہیں آ کاش  
شل ہو کر چپ چاپ گز رجائی ہے  
مجھے نہیں چاہیے  
زمیں پر لوٹ آنے والی آندھیاں  
سو کھے چتوں پر کے ڈھیر سے بے سمت گزرتے گزرتے  
راستہ راستہ کھلی ہر بہار جب مر جھاتی ہی رہی  
تب میں اُسے فقط دیکھتی تکتی ہی رہی  
بار بار بے وجہہ انتظار کرتا  
اب پُرانی بات ہو چکی ہے  
میں آگے بڑھتے جا رہی ہوں  
اور پیچھے جنگل جنگل آگ لگی ہوئی  
کہاں بچا ہے کوئی پیر؟

جو سلامت رکھ سکے میرے خوابوں کا گھونسلا  
 سالہا سال بیت گئے  
 میری جوانی کا ریشمی لباس اپنی چونچ میں دبائے  
 کب کا اڑچکا ہے میرا محبوب  
 پھر بھی میں  
 سیتی بیٹھی ہوں اپنا (چھلنی چھلنی) جسم خود ہی سے بڑ بڑا تی ہوئی  
 مایوسی، پہلی موت ہوا کرتی ہے  
 اور مجھے وہ منظور نہیں ۔ ۔ ۔

## • سجائے ہوئے رندو لفظوں کے ساتھ •

سجائے ہوئے رندو لفظوں کے ساتھ  
 انہوں نے میرا سو اگت کیا  
 انہوں نے ہی دکھائی مجھے  
 میلی پر انی روشنی کی گلڈ عذری  
 سوچا — یہ بھی تو کچھ کم نہیں  
 لیکن ان کی حد بندیاں بھی پر انی ہی  
 اور ان کے کانے بھی سوکھے باسی  
 تھوکنے والی نگاہوں کو اہمیت نہ دیتی ہوئی  
 چلی آتی میں  
 وہاں کا میرا اپنا وجہ ٹھکر اکر  
 سڑے گلے گڑ میں ڈھونڈی نئی زندگی  
 یہاں کے کلبیا تے کیڑے مکوڑے نئے تھے  
 اطمینان کی سانس لی  
 کہ یہاں سے کچھ زیادہ ہی صاف دکھائی دے رہا تھا چاند ۔ ۔ ۔

## ● میرے مریل احساسات

دیکھو

میں نے

اپنے مریل احساسات / اور کھلی پلکوں خوابوں کو  
 کس سلیقے سے لٹکار کھا ہے شاخ شاخ پر  
 لٹک رہے ہوں جیسے قصاب خانہ میں اہولہاں گوشت کے لٹکے  
 — کباب، ہڈیاں، قیما / پکائے ہوئے گوشت کی خوبیوں  
 ”اکتوبر انقلاب“ کی چنگاری پر امیں نے پکانے رکھے ہیں اپنے خواب  
 کب آئے گا ان میں اب؟  
 ہر کوئی اپنے ہاتھوں کے بیچ / کیوں بوتا ہے الگ الگ جگہ پر؟  
 کیا یہاں کی ہر ماں کو / اخیر میں طوائف ہو جانا پڑے گا؟  
 ایسے مردہ شہر کو / کیوں نہ بنایا جائے ہیر و شیما۔ ناگا ساکی؟  
 گلوٹین اُدھار مل سکتی ہے کیا؟ ۰ ۰ ۰

## ● جنگ جھوٹ

اب جنگ بندھ کل کے سفید جھنڈے لیے  
 گھوڑے کو پیچھے موز لینا بھی ممکن نہیں  
 آگے ہی جانا چاہیے / اس میدانِ جنگ میں  
 (کھائے) زخموں کے نشانات / بجھ تو جائیں گے کل پرسوں  
 لیکن کیا اس خیال سے لڑنا ہی چھوڑ دیا جائے؟  
 کبھی نہ ختم ہونے والی ہار  
 انگ انگ میں سرایت کرچکی ہے  
 لیکن جب تک لگام ہے ہاتھ میں اور دوڑ رہا ہے گھوڑا آگے ہی آگے

اُس وقت تک اغروب آفتاب کا انتظار نہ کرتے ہوئے  
لڑتے رہنا ہی ضروری ہے — ● ● ●

## • ریت کا محبوب

گواہ کے ساحلِ سمندر پہل رہی تھی میں

موجِ موج وہاں بکھرے بکھرے سر دل والے اجلے اجلے سفید و شفاف پرندے  
رکھ دیا تھا میں نے اپنا ثابت دل ان کی پیٹھ پیٹھ پر  
یاد پڑتا ہے مجھے میں نے اُس وقت اپنے محبوب کا نام بھی لکھ دیا تھا ریت پر —  
بارش کے تیز رفتار گھوڑے کے باعث اریت کو روندڑانے پر رونے والی میں  
بوڑھی آنٹی کی جھونپڑی میں داخل ہوتے ہوئے میں نے دیکھا  
کہ آنٹی کا بیٹا، مجسم ریت بنایا تھا

اُس کے ہاتھِ صلیب بن چکے تھے اور کورے کپڑے بکھر پھردار ہے تھے  
گرمیوں میں دوسرا دلیس میں نقلِ مکانی کرنے والے پرندوں کی صورت  
آنھیں بھی نقلِ مکانی کرنا ہو جیے  
آنٹی کے بیٹے کا کافن اور آنٹی

سفید و شفاف، غیر جانب دار، بے حس و حرکت باہم ت  
چرچ کی طرح خاموش کھڑی

اُس کی صاف شفاف خاموشی دیکھ کر ادعاؤں کے نہر، بار میں گھس گئے  
اپنے محبوب کے بوسوں کو یاد کر کے زومانی بارش میں گھل جانے والی میں  
آنٹی کے سامنے موم آنٹی کی صورت خود ہی کھڑی ہوئی  
کہ بابل پڑتے وقت، کچھ دنوں سے آنٹی کو کم کم ہی دکھائی دے رہا ہے  
اب تو خود آنٹی ہی ایک زندہ سمندر بن چکی ہے  
اور میری ریت/ڈور، اس طرف شراب پیتی ہی بھی ہوئی

تاہم میں نے پچھے مُرد کر بھی نہیں دیکھا کہ میرے محبوب کا نام کہیں (کندا) ہے کہ نہیں

اب گوا کے سمندر کو اپنا کوئی ساحل بھی نہیں  
اور میرے جسم میں سے اریت کا محبوب بھی نیچے رکھتے اور حکتے غائب ہوتا جا رہا ہے

• • •

## • ”مہانگر“ کی تین نظمیں

۱ کچھ بلند عمارتیں / کچھ غریاں عورتیں  
کچھ ننگے مرد  
کچھ پیٹوں کے تنہا جزیرے  
کچھ مشینیں انسانوں کو کھاجانے والی  
کچھ انسان، انسانوں کو کھاجانے والے  
— اور کیا ہوتا ہے مہانگر؟ • • •

۲ کتنے ہی برسوں سے  
اس شہر کے لوگ سوئے نہیں ہیں  
رات ہونے پر  
تب دیل ہو جاتے ہیں انسان / طرح طرح کی بھوک میں  
اور ایک بھوک کھاؤتی ہے دوسرا بھوک کو  
حرص وہوں کے پیڑ پر لٹکے یہ بے شمار لوگ  
رات ہونے پر اڑانیں بھرتے ہیں اندھے جسموں کی سمت  
آفتوں کے جنگل میں ہم / ہمیشہ ہی ہار کھاتے آرہے ہیں  
ایک سفید گرم روٹی بھی ہمیں شرمندہ کر جاتی ہے  
شہر پر ادن میں راج کرتے ہیں رو بو / اور راتوں میں بیویاں  
مگر پھر بھی  
ایک آدھ شاعر ہی کوشک و شبہ ہوتا ہے / ہمارے جینے پر! • • •

شہر کی یہ بور تصویر دیکھ کر  
 شیطان بھی جماہی لے گا  
 صح اٹھو بمنہ دھوو، چائے پیو، کھاؤ، سو جاؤ  
 کیا معنی ہے کسی کے، کس باعث؟  
 رات میں خود کو سمیٹ کر سوتے ہوئے کتنی بار، یوں بھی لگا  
 کصح — جھاڑ والا  
 کہیں ہمیں بھی جھاڑ کر تو نہیں لے جائے گا؟  
 شہر — بس مینڈک کی طرح خزانہ  
 صرف شاعری / نظموں کے قلم لگا کر کیا ہونے والا؟  
 آخر کار  
 نظموں کا ہوا کرتا ہے ان کا اپنا ذاتی کھلا آنگن  
 ان کے پیڑ — پھر پانی نہ دینے پر بھی پروان چڑھتے ہیں  
 انگ انگ میں۔ جنگل جنگل  
 اپنے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں نجح پاتا  
 مشینوں سے لدے پھندے — تیل کی چپ چپاہٹ والے اس شہر میں  
 خود کے بوا  
 ہم کچھ بھی نہیں بو سکتے!  
 • • •

## • سیلیا کاروہالو

جنم: نامعلوم، قیام: وسیٰ۔ ویرiar، درس و تدریس سے وابستہ، وسیٰ کے سینٹ گونزالو گریشیا کانج کی پرنپل)، ۶، رشیری مجموعہ شائع ہو چکے ہیں۔

## • ایک نظم

شام ہوتے ہوتے  
ایک بار اس نے مجھے بھلی دان کی تھی  
اور تب سے امیں بر قی رہ بن چکی ہوں  
کتنی ہی بار میں نے / اُس کی بھلی اُسے لوٹانے کی کوشش کی  
مگر وہ / واپس لینے پر راضی نہ ہوا  
اُس نے کہا: اندر ہیرے میں ساتھ رہے گا  
سورج کی روشنی میں  
بھلی کی جگہ گاہٹ ہی کتنی؟  
اُس وقت سے وہ بھلی / جگہ گاتی ہے (مجھ میں)  
— اندر ہی اندر صرف اندر ہیرے میں ("آنمیش" سے) ۰۰۰

## • ایک نظم

سبھی طرف  
روشن ہو چکے ہوتے ہیں چہ اغ  
لیکن ان سے / ملتی نہیں رفاقت کی گرمی  
بچہ دانی کے اندر ہیرے میں سے جو گزرائی نہ ہوا / اُسے کیا معلوم؟  
کیا معلوم؟ / ماں کا دودھ؟ ۰۰۰

## • نال

ماں سے اپنی نال ٹوٹے  
اور تم سے ناطہ جڑ جانے تک کا سفر  
صرف ایک اجلابرف پوش علاقہ تھا  
جہاں نہ کسی کالم س تھا، نہ ہی پھوٹی تھیں کوئی کونپلیس  
اور نہ ہی اس علاقے میں بھی کوئی قوس قزح  
بازی میں کھلے ہوئے پھولوں کی خوبصورتی ..... / احمد منسان راستوں پر —  
تم سے جب رشتہ ٹوٹا تو پھر یاد آئی وہ نال —  
میں کھود رہی ہوں زمین / اس میں دفن کر دہ / نال ڈھونڈنے کے لیے  
• • • ("انتریامی" سے)

## • منڈپ

کان کے پردے پھاڑ دینے والی  
بادلوں کی گھر گھرا ہٹ کے ساتھ  
چاک ہوتے گئے اُس کے کردار کے پیر ہن  
بھلی کی چھماہٹ میں / چمکتے دمکتے رہے  
وہ بھاری بھر کم، بھونڈے بھندے .....  
پیشی، ہی رہی وہ / اپنے بدن کو کئے پھٹے اندر ہرے میں  
بُجھاتی، ہی رہی وہ اُس کی آنکھوں کی ہوس آگ  
فطرت کا وہی ازلی یہجانی رقص  
وہی کا وہی ازلی اندر ہیرا  
اور وہی کا وہی ازلی ہوس منڈپ !!  
• • • ("انتریامی" سے)

## • باقیات

مندر کے منسون خ شدہ

جشن کی باقیات کا گھر / بن چکا ہے میرا جسم

اور تم

پاٹ پاٹ سو رتی کی صورت / اب بھی مندر ہی میں ہو  
● ● ●

## • ماں

میرے وجود کا نجع

اپنے پیٹ میں لے کر / چلتے پھرتے ہوئے

تم کس کن جذبات و احساسات سے گزری تھی ماں؟

تمہارے پستانوں کے دسیع ہونے والے افق

تم نے میرے وجود کو بحال کر دیے

— اور پھر میرے آکاش کا جنم ہوا

اب تو / آکاش بھی لہو لہان ہو جاتا ہے / تاروں کو جنتے ہوئے

اور میں منور ہو جاتی ہوں

ایک ایک ٹانکا کھولتے ہوئے — ● ● ●

## • عورت

تم / رات کو / آنے والے نہیں ہو

یُسن کراچھالاگا

جب بھی تم آتے ہو

پیار کے نام پر بانہوں میں بھر کر امیری بدھ یاں توڑ مڑوڑ دیتے ہو

تم نے میرے جسم کا پتھرہ توڑ دیا / وہ ایک طرح سے اپھا ہی ہوا

کہ میں اپنا من اس پنجرے سے آزاد کر سکی  
 — اب تم میری عصمت دری کرتے ہو  
 کل تک  
 پرانی عورت، معصوم بچی / جوان لڑکی  
 (اور) بوڑھی خاتون کی عصمت دریاں ہوا کرتی تھیں  
 اب تو خود کی بیویوں کی عصمت دریاں ہو رہی ہیں  
 — تمہاری گرم سانسوں میں مخلس کر رہ جاتی ہوں میں  
 اب سیکھ چکی ہوں  
 اور تمہاری سانسوں ہی سے  
 اپنی سانسوں کو دہکا چکی ہوں انگاروں کی طرح  
 اور سجا چکی ہوں عصمت دری کے داغوں سے / اپنی زندگی کے نقش و نگار  
 — تم رات کو آنے والے نہیں ہو / اسی لیے تو صبح  
 کتنی قریب آئی ہے ! (”انتریا می“ سے)

● ● ●

## • سوئی •

ان کے ہاتھ / قینچیاں بن چکے تھے  
 تمہاری ساڑیاں پھاڑ دینے کے لیے  
 اور میری انگلیاں سوئی بن گئیں / تمہارے چہرے جوڑنے کے لیے  
 آج بھی وہ تار تار کرتے جا رہے ہیں (تمہارے) وجود کے لباس  
 اور ادھیرتے جا رہے ہیں تمہاری آتما کے دھاگے  
 (تاہم) میراثاں کے لگانے کا کام / آج بھی جاری ہے (”انتریا می“ سے)

● ● ●

## • نیرجا

(جم: ۲۳ راکتوبر ۱۹۶۰ء، دیسر (مبی) میں قیام۔ درس و مدرس سے وابستہ، پوڈار کالج (ماٹونگا، ممبی) میں انگریزی کی پروفیسر، شعری و ادبی ذوق و رائق میں ملا ہوا۔ ۵ شعری مجموعے، ۲ رافسانی مجموعے اور ایک لیٹ لیکھن سگرہ شائع ہو چکے ہیں۔ نیز ۳۰ شعری مجموعے مرتب کر چکی ہیں۔)

## • اڑی پس

ہاتھ میں دیا لے کر  
اندھیرے کو راستہ دکھاتے دکھاتے  
اس کے اجلے اجلے ہاتھوں کی محبت میں  
وہ گرفتار ہوا

اس کا ہولہاں رخم پوچھتے پوچھتے جب اس نے چندھی پھاڑی  
وہ پھر ایک بار جذباتی ہوا

ریگستان میں جب افق بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا  
اس نے اس کی پیاس نجھائی  
اور اس کی آنکھیں بھرا آئیں

اُسے خود اپنا سایہ بنانا طے کرتے کرتے  
وہ خود ہی اس کا سایہ بننا

اُس کی پھیلائی جھوٹی میں  
سمسموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

اُس کا طلب کردہ ہر پھول  
وہ آہستگی سے ذاتی رہی

پھر ایک دن اچانک  
اُس نے اس کے ہاتھوں کی خوبیوں انگی

اُس نے پاٹ دار آواز میں لفظوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہا: آخر کار تم بھی اذی پیں  
کے وارث نکلے! ۰۰۰

### • عذر

تم  
اس طرح / روز ملت آیا کرو  
اُسی ہری ہھری سازی / روزانہ پہن لینے کو  
تھوار کے عذر کے طور پر بتایا نہیں جا سکتا ۰۰۰

### • یہاں سب ایسا ہی ہوتا ہے

جس قدر تم سمجھتی ہو  
اُتنی تھی نہیں ہوتم  
کھلوٹا ہوتم کتنے سارے ہاتھوں کا  
تمھاری آنکھوں میں کشیدہ کا جل تلے کی لکریں  
انھیں کبھی دکھائی نہ دیں گی  
اور نہ ہی پڑھ پائیں گے وہ تمھاری پیشانی پر کا مستقبل بھی  
تمھیں کسی دشمن نے بے لباس کر دینے پر  
تمھارا کوئی لباس ان کے بھی ہاتھ لگے  
اس آرزو میں بھی کے سمجھی تمھارے اس پاس کھڑے ہوں گے  
دیوگھر میں آؤ زماں تصور کا کرش بھی  
جان بوجھ کر یہ محسوس کرائے گا / کہ وہ بانسری بجائے میں مت ہے  
یا پھر / اپنے سر پر کے سور پنکھ سیدھے کرنے میں مصروف  
یہاں سب ایسا ہی ہوتا ہے  
تم بھی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لو

پاپوں کو نظر انداز کر لیا جائے  
تو مار بن جانا بہت آسان ہوتا ہے ॥ ॥ ॥

## • کچھ مضحكہ خیز نظمیں ادھر ادھر سے •

۱ تم نے / کنارہ بن جانا تبول کیا  
اویں / میں / موج بن گئی

۲ ایک بار  
چوم لینا ہے تمھیں  
سوکھے ہوئے ہونوں سے اُس جگہ — جہاں  
آسمان، زمین سے ملتا ہے

۳ تم  
اپنی راہ  
کبھی سے چُن پکھے ہو  
میں البتہ اب بھی ڈھونڈ رہی ہوں سراب  
اس بخوبی گستان میں ॥ ॥ ॥

## • وہ جب بالغ ہوتی ہے •

وہ جب بالغ ہوتی ہے  
سفید شفاف ساری پر لال کنار بھڑک انٹھتی ہے  
اور آکاش / گدھوں کی کالی کلوٹی پر چھائیوں سے بھرا بھر اسالگتا ہے  
وہ جب بالغ ہوتی ہے  
اُس کی آنکھوں کے نگین سپنوں پر بولی لگنے لگتی ہے  
اور کھنکتا سکتا / نہ بھی فندکی پیٹی میں دان کی صورت ڈال دیا جاتا ہے  
وہ جب بالغ ہوتی ہے

دیوتا کی مردگی جوش میں آتی ہے اور وہ بن جاتی ہے اُرٹی کی تھامی / چھتی رات میں جلنے کے لئے!  
وہ جب بالغ ہوتی ہے / اُسی وقت ختم ہو جاتی ہے  
پچھواڑے میں جھولوں کے اوپر نچے اوپر نچے جھونکے  
اور سامنے / زری دار سازی  
آنیندہ کی زندگی کے چیزیں دعوت کے روپ میں ۰۰۰

## • کب تک سہا جائے؟

بارش جب بھلو جاتی ہے سارا جسم  
تب (بھی) مجرم میں  
.....  
تلیم کہ باندھ لیا ہے میں نے خود کو اس گھر سے  
و شواس کے سات دھاگوں کے ذریعے  
لیکن پھر بھی  
کب تک سہا جائے رکھوالی کرنے والی اُس کی کڑی نظر کو؟  
اب تو کھول دینے ہی چاہئیں / اس گھر کے سارے جھروکے  
گیلی مٹی کی سکنڈھ سانسوں میں سمیٹنے وقت  
اب ان کھڑکیوں کو خوش نما پر دے لگا کر اُسیں چھپاؤں گی نہیں اپنی سانسیں  
اور نہ ہی جھٹلا دل گی / صبح دیوانی تیز رو ہوا کا کھلا گیلامس! ۰۰۰

## • در دزہ

در دزہ کے ناقابل برداشت ہونے پر  
اُس نے اُس کے نام سے زور دار گالی دی  
جسم کے ساتھ ہمیشہ وچن بھانے والا / دل وجہ کامن چاہا بن باس  
اُس کی بے بس تگ و دو، زچگی کے لیے  
(اور) وہ باہر  
جمع نفی کے حساب میں غرق ۰۰۰

## • سرسوتی •

اے میری ماں!

تمھارا تو اچھا ہے ری  
تم بن چکی نائیکہ  
پورا ان کھاؤں سے پھلے بخولے بر گدکی  
لیکن ہمارا کیا؟

ہم سو کھے گرے پتے اس قدیم بوسیدہ پیڑ کے  
باندھی جا رہی ہیں / بار بار  
ہزاروں رشتوں اور ریشمی دھاگوں کے ذریعے  
چمکارتی ہیں ان کی اناپسند محبت کو  
اور جنم جنم سے / انھیں کے نام کے سیندوں رمانگتے ہوئے  
سجانوار رہی ہیں خود کو  
اگنی پر یکشادینے پر بھی / بھلکت رہی ہیں بن باس  
اتار لیتی ہیں اپنے ہی کپڑے / دا و پر لگا دینے جانے کی حالت میں بھی —  
سا و تری بائی!

ایک بار پھر آگز رو  
آن مطلبی ستیہ و انوں نے / رچائی ہے ہوںی ہماری زندگیوں کی  
غلط جگبیوں پر اُگی اُن کی گھاس کو بڑھنے دیا جائے  
کہ ختم کر دیا جائے اس زندہ موت کی ذہنی روحانی کوفت کو  
تم ایک بار پھر آکر بتا جاؤ  
ایک بار پھر آکر / بتا جاؤ ● ● ●

## پردھنیا دیا پوار

(جنم: ۱۱ افروری ۱۹۶۶ء پیش: درس و مدریس، گیان سادھنا کالج (تحانے) میں مراٹھی کی پروفیسر، چار شعری مجموعہ شائع ہو چکے ہیں۔ موقعہ بہ موقعہ عام ساہتیہ نیز دلت ساہتیہ کے بارے میں بھی مضامین / کالم لکھا کرتی ہیں۔)

## • گم شدہ حوالے •

مت بناؤ تصویر کبھی .....  
 جنگل کی آگ میں جھلتی ہوئی گھائل ہرن کی  
 اور طوفان میں بھری ہوئی تھا کشٹی کی  
 مت کھینچو تصویر کبھی  
 آکاش میں اڑان بھرنے والے زخمی پرندے کی  
 اور کڑکتی بجلیوں بھری برسات کی  
 مت بھر در گنگ کبھی  
 خزاں کی پت جھڑ میں  
 اور اداں و ملوں شام کی کھوئی ہوئی دشاوں میں  
 ممکن ہے  
 مجھے زندگی کے گم شدہ حوالے یاد کرنا پڑیں  
 اور ایک بار پھر  
 تمام تر زمانہ مااضی کو جیتے جیتے  
 میں اپنا سارا زمانہ حال کھو جیٹھوں!

● ● ●

## • برکھا

دین ڈھلے

کھڑی رہتی ہوں کھڑکی میں  
گھنے بادلوں سے آکا ش گھرا ہوتا ہے  
رُنگوں کے کتنے ہی جھرمٹ  
ایک دوسرے میں گھل مل جایا کرتے ہیں  
ہر شام بس ایسی ہی  
اس کے بر سے کا انتظار کرتی ہوئی  
خُک، ..... بے کیف ..... درد بھری  
لیکن وہ برسی نہیں  
میرے اُس کے رشتے پر جمی ہوئی ڈھول  
ہلکے سے پونچھ دیتی ہوں  
آکا ش پر گھر آئی ہوئی سُرمی اُداس کائی پر  
بھر سے اُنگے لگاتی ہوں ۰ ۰ ۰

## • اُس کی آنکھوں میں

ویران کنارے پر  
اس کے پیر چلنے لگتے ہیں / ہمیشہ کی راہ  
سورج ڈوب چکا ہوتا ہے / اپنے وجود کی روشنیاں بکھیر کر  
البتہ اُسے دشاوں میں انجھے از لی ڈکھی ملتے ہیں  
سال کے نئے دنوں کی مانند  
بھولے بھٹکے پرندوں کی طرح ٹھم شدہ خواب  
دھیرے دھیرے آنے لگتے ہیں شب گزاری کے لیے

تب اس کی آنکھوں میں / پھیلا بکھرا کھلا آکا ش  
اُگنے لگتا ہے •••

## • کوِیتا

کوِیتا: اخلاقی، غیر اخلاقی  
کوِیتا: پیاس، ہمیشہ کی پیاس  
کوِیتا: بھوگ، مسلسل بھوگ  
کوِیتا: نوٹ جانا، صرف نوٹ جانا  
کوِیتا: انتشار، کھلا انتشار  
کوِیتا: درد، بے انہاد درد  
کوِیتا: بے چین، بے حد بے چین  
کوِیتا: شانت، اندر اندر شانت  
کوِیتا: عورت، مکمل عورت •••

## • بچا کھُچا

جب نئے سرے سے  
زندگی جینے کا آغاز کرتے ہیں  
تب ہم پرانی ہی مئی پر کھڑے ہوتے ہیں  
آکا ش کی جانب  
مردی نہیں آنکھیں  
مُلکتی کا ایک آدھ ہی لمجھ  
باتی۔ بچا کھچا ہڑپا، موہن جوداڑ و کا  
•••

## • گویتا مہاجن •

(جنم: ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء، تعلیم: ایم اے، نیٹ (NET)، پیشہ: درس و مدرس، مختلف اداروں میں، متنوع تحقیقی کام، چار شعری مجموعے، چار ناول، بچوں کے لیے متعدد کہانیاں شائع۔)

## • آخر تک •

عورت ڈرتی ہے  
اکیلی دیکیلی رہنے سے  
اندھیرے سے، جگگ، جگگ روشنی سے  
غیر آشنا حوال سے بھی  
دوپھر میں بختے والی دروازے کی بیتل سے ارات کے فون سے اپڑھنے نہ گئے تارے  
عورت ڈرتی ہے  
سُندرو کھنے سے  
قریب سے گزر جانے والے کسی بھی مرد سے  
ساس سے، شوہر سے، بیٹے سے  
چھپکلی سے جھینگر (تل پٹھ) سے، پوہے سے  
عورت چاہتی ہے تحفظ  
آدھار: کسی نہ کسی کا سہارا  
اپنے عورت پن کو برقرار رکھنے کے لیے  
عورت بکھیر رکھتی ہے اپنے عورت پن کو لاکھوں معاملات میں  
اور پھر وہ سنجال بھی رکھتی ہے انھیں  
سیند ور سے کوکھ تک کے، چھوٹے بڑے اجزا صلاحیتوں کی دراڑیں بھرنے والے  
ڈر کے مارے تھر تھراتے ہوئے اکمز دروازہ غرہوجاتی ہے عورت  
بند کر دیتی ہے ساری کھڑکیاں، دروازے، جبڑو کے

روک دیتی ہے ہوا، بارش اور جوپ کی لگز رگا ہیں  
بند کر لیتی ہے اپنے احساسات کے بھی سوراخ  
عورت ڈرتی ہے

مقید نہ کہ پانے والے اپنے من سے  
اکسائے جانے پر سلگ اٹھے اپنے جسم سے  
سوچنے والے ذہن کی صلاحیت سے  
ڈرتی ہے عورت، آخر تک اپنے آپ سے ۰۰۰

## • اپنے مالک کے لیے چند نظمیں

۱

جی ہاں! میں آپ کی غلام ہوں  
مالک! مجھے منتظر ہے یہ سارے بندھن  
اپنی مرضی سے قبول کرتی ہوں میں اپنی گم شدہ آزادی کا شعور  
میری زنجیر، آپ کے ہاتھ میں ہے  
گھماتے پھراتے ہیں آپ مجھے اور میں خود بھی گھوم پھر لیتی ہوں (آپ کے ساتھ)  
مجھے ملکت کرنے کی بات کبھی نہ کیجیے مالک!  
مجھے سے شدید محبت کے باوجود بھی  
باہر بے شمار زنجیریں، بے شمار پنجربے، بے شمار چاپک اور باسی نکڑے لیے ہوئے ہاتھ  
(کب سے) میری ٹوڈ میں ہیں مالک  
مجھے رہنے دیجیے آپ ہی کی غلام  
ان کے ان کے تلوے چاٹ چاٹ کر میری زبان اکتا چکی ہے اب  
اور اس پر ابھرنے والے سارے الفاظ بھی بے اثر ہو چکے ہیں  
گند دانت، گھس گھس کر بھی نو کیلے نہیں ہوتے  
یہاں وہاں، ہر بار ہمیشہ ہونٹ بند کر کر کے آکنزو رہو چکی ہے آواز

آنکھوں میں بھی ہے صرف غیر معمولی حرص و سوس  
آپ کی پلیٹ کا بچا کھپھا ہوا وہ ایک ملکرا  
کیا آپ (مجھے) دیں گے مالک؟  
بہت بھوک لگی ہے ۰ ۰ ۰

۲

یوں تو آپ بہت پہلے مجھ سے متعارف ہو چکے تھے  
اُس کے بعد آپ میرے دوست بھی بن گئے تھے  
اور وعدہ بھی کر چکے تھے کہ ہم جیون ساتھی بن جائیں گے  
اسی لیے تو مجھے آپ کا میرا مالک بن جانا  
نہ ہی خلط ملط لگتا ہے اور نہ ہی پریشان کُن  
کوئی ایک متعارف ہو جائے، دوسرا دوست بن جائے / اور میرا مالک  
اس کے بجائے یہ کتنا سرل اور آسان ہے! ۰ ۰ ۰

۳

پھرے میں رکھی نئی شیرنی  
چند روز غزائے گی ضرور  
اے آپ مان کر ہی چلیے  
رفت رفت  
آپ اس کے بھی ناخن اور دانت / گند کرتی دیں گے  
پھر کیا؟  
بھوک لگنے پر  
وہ گھاس بھی پھپ چاپ کھایا کرے گی  
میری طرح! ۰ ۰ ۰

۴

سودا تو ہو چکا ہے

سب کا سب اتنی اچھی طرح جو پایا ہے  
 آپ ہی کی طرح  
 باز عرب و قابل مالک ہے وہ بھی  
 پھر بیٹی کی زنجیر  
 اُس کے ہاتھوں سو نپتے وقت  
 دنی کو فت کیوں محسوس کر رہے ہیں مالک؟  
 یہ سب آسان بھی ہے اور پر پراوں کے مطابق بھی  
 آپ کی آنکھوں میں آنسو از یہ نہیں دیتے  
 کم سے کم اُس وقت تک  
 جب تک آپ کی مٹھی میں  
 مضبوطی سے کپڑی ہوئی میری زنجیر ہے!

## • مُہر بندی •

کسی کی بھی ملکیت نہ بی عورت  
 دیکھی نہیں جاتی کسی بھی مالک کو  
 چیز ہے، اُس کا استعمال ہونا ہی چاہیے  
 (وگرنہ وہ) پڑے پڑے زنگ آؤ دہو کر  
 سڑ، گل کر ضائع ہو جائے گی  
 پھر دھیرے دھیرے  
 سمجھی کی رائیں  
 مشترکہ طور پر یکساں ہی ہو جاتی ہیں  
 اور پھر  
 مالک نہ ہونے والی عورت پر  
 عوامی ملکیت کا نمبر لگادیا جاتا ہے!

## • محفوظ •

مالک نہ رکھنے والی عورت کے پاس  
 چوک بھول کر بھی نہیں جاتیں مالک رکھنے والی عورت س  
 اُسے دیکھتے ہی  
 وہ ٹھیک کر لیتی ہیں اپنے سیندھر  
 چوڑیوں بھرے ہاتھوں سے ٹھوٹی ہیں اپنے منگل سوت  
 اور اپنے بدن — سنجیدگی کے ساتھ اپنے آنچل سے ڈھانپ لیتی ہیں  
 اُسے نظر انداز کر کے آگے بڑھتے ہوئے وہ دیکھا کرتی ہیں اُسی کو ترچھی نظر وہ سے چوری کھجھے  
 اور پھر اسی کو طرف دیکھنے والے اپنے مالکوں کو بھی  
 (پھر کیا؟) اُن کے پیر تیز تیز چلنے لگتے ہیں  
 اپنے محفوظ بھرے کی سمت

● ● ●

## اوشاہنگو نیکر

[جنم: ۱۹۶۷ء، تعلیم: ایچ۔ ایس۔ سی گھر گستی سنجالتے سنجالتے شاعری، شعری مجموعہ "مند را لیکھ" ۲۰۰۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ پتہ: ۵۔ نر ملاریسٹڈ پنسی۔ بھیک چند جیں نگر۔ پپر الارود۔ (جلگاؤں) شاعری کے لیے ۲۰۰۲ء میں اسمیتہ درس انعام]

### • دُکھ

بدن پر ادھوپ جھیلتے جھیلتے  
کب سے کھڑا ہے ایک پیڑ  
بے برگ وبار  
کوئی بھی نہیں چاہتا  
کہ اس پیڑ کو کوچلیں پھوٹیں، یہ پھولے پھلے، اس پر بھار آئے  
ہر کوئی ڈھونڈ رہا ہے پیڑ کی جزیں  
اور انھیں چھانٹ بھی رہا ہے  
پیڑ کا یہ گہرا دکھ سونے نہیں دیتا مجھے ۰۰۰

### • اب

راتے راستہ  
چھپے حملہ آور  
گھات میں بیٹھے ہیں  
قدم قدم پر اسرنگ نکھے ہوئے ہیں  
کسی بھی پل / اتباہ ہو سکتے ہیں ہم  
یہ جان کر ہی دوستو  
اب ہمیں  
راتے پر نکل آنا ہی پڑے گا ۰۰۰

## • صحیح •

آنکھوں نے دیکھی ہیں  
 کتنی ہی اداس راتیں  
 سُن چکے ہیں کان — اداس راتوں کی کراہیں  
 اور روز روز کی کشاکش سے سُونج چکا ہے سینہ  
 کب بد لئے والے ہیں یہ دن؟  
 کب ختم ہونے والی ہیں یہ راتیں.....؟  
 اب نہ دیکھی جائے کسی کی راہ  
 آغوش میں بھر لی جائے با غیانہ صبح!  
● ● ●

## • میری ملاقات

میرے الفاظ ہی  
 بتائیں گے تمھیں میری زندگی کا منشور  
 اس کے باوجود بھی (اگر) تم  
 مجھ سے ملنا ہی چاہو — تو ضرور ملو  
 میں ملوں گی تمھیں — میدانِ جنگ میں  
 سچائی کے لیے لڑنے والی  
 ہر ایک دبکتی سانس میں!  
● ● ●

## • میرے پسندے •

میں مُنتظر ہوں  
 اُس صبح کی جو میرے پسندوں کو  
 شگفتگی عطا کرنے والی ہے  
 میرے پسندے ہیں  
 تاریکِ موسم منظور نہ کرنے والے  
 کرانٹی کی بھاشابو لئے والے  
 آندھیوں کا مقابلہ کرنے والے!  
 • • •

## • خواب •

میرے اطراف  
 کب سے کھڑے ہیں یہ بے برگ و بارپیڑ  
 اُداسی کے گھرے اندر میرے میں  
 جی چاہتا ہے  
 کہ ان میں پھوٹ پڑیں ہری بھری کوپلیں  
 اور ان کی شاخ شاخ پر  
 پھر پھر آتی رہیں صبح گاہی پرندوں کی ڈاریں  
 (مجھے یقین ہے کہ)  
 میرا یہ ہر انہر اخواب  
 ایک بار ہی کہی  
 آنکھوں کو دکھائی دے گا، ہر دے گا  
 (ضرور دکھائی دے گا)!  
 • • •

## • سندھیارنگاری

[جنم: ۱۹۷۴ء، وطن نامدیر، تعلیم: ایم۔ اے، سیٹ، نیٹ، پیشہ: درس و تدریس۔ نارائن راؤ و اگھ مارے، مہاودیالیہ (آکھاڑا بالاپور، تعلقہ: کلم توری، ضلع: ہنگول) میں شعبۂ مراثی سے وابستہ، کم عمری ہی سے شاعری کا آغاز، آج تک ۳۲ رسمی بھروسے (آگھات ۱۹۹۳ء، کوڈ سے ۲۰۰۳ء، سندھیارنگ ۲۰۱۰ء) شائع ہو چکے ہیں اور لکھن پر مشتمل ایک نشری کتاب "چاندن پڑا" کے ۱۹۰۴ء، متعدد و متنوع انعامات و اعزازات حاصل کیے ہیں]

## • ہاتھ چکی

پوچھا میں نے / اپنی ماں سے  
تم مندر میں کبھی کیوں نہیں جاتی؟  
بولی: بیٹی! اُس بختر کے دیوتا پر  
ساری زندگی نچھا ور کر دی / پھر بھی وہ کبھی پیجا ہی نہیں  
اس سے تو میری جلی اچھی  
وہ کبھی بھی چار دانوں کے ساتھ بد دیانتی نہیں کرتی ۰۰۰

## • جنگلا

سنکرتی کے خاردار جنگلے میں  
میری زندگی کے پھول اکھلنے سے پہلے ہی چل دیے گئے تھے  
چیل کی مانند چھلانگ میری اگر  
روایتی رسم و رواج کے ہاتھوں / پنکھہ ہی چھانٹے گئے تھے  
انصاف مانگا جائے تو آخر کس عدالت میں؟  
کہ یہاں تو بے گناہوں کو ہی فخر مقرر دے کر  
لٹکا دیا جاتا ہے صلیب پر ۰۰۰

## آنسو

سمندر/ جس نمکیں پانی سے بنا  
وہ نمکیں پانی  
ہماری ہی آنکھوں کا تھا  
لیکن اب تو / سمندر ہی میں لگی ہے آگ  
اور وہی نمکین آنسو/ اب کھول اٹھے ہیں  
بالکل مٹی کے تیل کی مانند ۰۰۰

## • کچھ اور بلا عنوان نظمیں:

۱

بر گد کی پوجا — وہ بند کر چکی  
محصور زندگی سے ابھی چکی  
پر پراوس کا جل پوچھ چکی  
اور پھر صاف صاف دکھائی دینے لگا اے  
کبھی کبھی وہ لاڑ سے پوچھا کرتا:  
”پیاری، تم کس کی؟“  
وہ مستغلِ مزاجی سے جواب دیتی:  
میں خود کی! ۰۰۰

۲

ساری زندگی  
گزارنے کے بعد سمجھ میں آیا آخر میں  
کہ جسے وہ اپنا کہتی تھی  
اس گھر کے لیے / وہ آرائش کی گڑیا تھی!  
۰۰۰

۳

سنا ہے  
کہ کھدائی کرتے کرتے انھیں دریافت ہوئے ہیں  
ہر پا۔ مونجودارو  
یہاں کی سنگرتی کی جزیں کھوتے کھوتے  
مجھے بھی دریافت ہوئی ہیں  
خود ہی کو مٹی میں گاڑھ لینے والی / سیتا کے جسم کی سڑی گلی باقیات  
اور درود پدی کے لباسوں کی چند یاں  
تو پھر —— یہاں کے کبھی مورخو!  
( بتاؤ) انھیں کس میوزیم میں سجا�ا جائے؟  
سنگرتی کے عمدہ نمونے جان کر.....!  
● ● ●

۴

کوئی بھی آئے  
کلی کو سونگھ کر چا جائے  
ایک بار کی سونگھی ہوئی کلی نہیں چاہیے  
اس لیے دوسرے اُسے مردہ ڈالا کریں  
اتنی سستی کیوں ہوئی ہیں کلیاں?  
● ● ●

۵

تمحیم  
چاند۔ چاندنیاں پسند  
لیکن مجھے سورج  
وہ خود (ہی) روشن ہوتا ہے!  
● ● ●

۶

جی گھٹا کرتا ہے

مراٹھی شاعری کے کچھ اور ترجم

پھر بھی رشتہوں کے بوجھ  
 جھٹک نہیں دیئے جا سکتے  
 اس لیے طے کر چکی ہوں میں  
 اب کچھ اپنے لیے (ہی) جیا جائے  
 اپنی خود کی  
 علاحدہ دنیا بنائی جائے! ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

تم بدلتے ہو  
 بار بار (سیاسی) پارٹیاں  
 اور ساتھ ہی و چار بھی  
 مجھے رہ انہیں لگتا کہ میں جانتی ہوں  
 مویشی ایک ہی جگہ  
 پڑ انہیں کرتے کبھی! ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

۸

ہم نے گھر باندھا  
 کہ گھرنے ہمیں باندھ رکھا  
 سمجھ ہی نہ سکے! ॥ ۰ ۰ ۰ ॥

## حصہ دو م

## • وِندَا کر ند میکر

(۱۹۱۸ء۔ ستمبر ۲۰ء، انگریزی شعر و ادب کے جانے پہچانے پر فیسر، مراثی زبان کے عہد ساز شاعر و نقاد، متعدد شعری مجموعوں کے خالق، ریاستی و مرکزی حکومت کے متعدد اعوامات کے علاوہ، گیان پیشہ ایوارڈ یافتہ شاعر)

## • لیتے لیتے

دینے والا دیتا جائے

لینے والا لیتا جائے

ہرے پیلے پھاڑی میدان سے

ہری پیلی شال او

سہادری کی چٹان سے

سینے کے لیے ڈھال لو

پگلے بہکے بادل سے

پگلے بہکے آکارلو

لہو میں تخلیل سوالوں کے لیے

دھرتی سے اقرارلو

کھول اٹھے دریا سے

برگشتہ آیاں لو

بھری بھری بھیما سے

ٹکو بآکی مال لو

دینے والا دیتا جائے

لینے والا لیتا جائے

لیتے لیتے ایک دن

داتا کے (سے) ہاتھ لو

• • •

• ۱۸ جنوری ۱۹۸۰ء

آج کا دن منا لینے دو مجھے  
 (کہ) آر۔ کے کاشمن نے آج لکھی ہے  
 جدید بھارت کی سب سے اچھی و درودی کو یہا  
 آدھی لکیروں میں اور آدھی لفظوں میں  
 ”مگر پالیکا نے صفائی کی خاطر  
 اگر کچھ رے کا ذہیر یہاں سے ہٹا دیا تو ہم بھوکے مر جائیں گے“  
 آج کا دن منا لینے دو مجھے  
 کچھ رے میں سے غذائی اجزاء چن کر  
 زندہ رہنے کا حق  
 کیا ہمارے دستور میں موجود ہے؟  
 اور اگر ایسا نہیں ہے  
 تو عوامی چیزوں کی چوری کے جرم میں  
 ہماری سرکار  
 ان لوگوں پر مقدمہ دائر کر سکے گی کہ نہیں؟  
 اس سوال کا حل ڈھونڈ لینے سے پہلے  
 آج کا دن منا لینے دو مجھے  
 • • •

• بھارت کی عورتوں کے لیے

گر، گر، گرو  
 مر، مر، مر و  
 پس، پس، پسو  
 گوندھ، گوندھ، گوندھو  
 تل، تل، تلوا

شلو اور جلو

گر، گر، گرو

مر، مر، مر و

جن، جن، جنو

پلا، پلا، پلا و

کھلا، کھلا، کھلا کرو

کھلا کرو اور سہا کرو

گر، گر، گرو

مر، مر، مر و

دھو، دھو، دھو و

سل، سل، سلو

چیر، چیر، چیر و

چیر و اور گھلتے رہو

گر، گر، گرو

مر، مر، مر و

گڑھ، گڑھ، گڑھو

چڑھ، چڑھ، چڑھو

گھس، گھس، گھسو

پکاؤ اور پکتے رہو

## • وہ جتنا امر ہے

(ایک طویل نظم کا آخری حصہ)

..... جتنا کے پیٹ میں

..... آگ ہے، (آگ)

جنتا کی آنکھوں میں

شکر کا غصہ ہے، (غصہ)

جنتا کے اتحاد میں

لاوے کی لہر ہے، (لہر)

جنتا کے پیروں کے آگے

روشنی کی راہ ہے، (راہ)

جنتا کے دل میں

نا انصافی کا درد ہے، (درد)

جنتا کی بانہوں میں

سأگر کا نیل ہے، (نیل)

جنتا کی چاہ میں

مُقدار کی شکتی ہے، (شکتی)

جنتا کے ہاتھوں میں

مستقبل کا تخفہ ہے، (تخفہ)

جنتا کی نس نس میں

لال لال خون ہے، (خون)

جنتا کے اقتدار تے

دھرتی کا تخت ہے، (تخت)

جنتا کی ملکتی کے لیے

ابھی ایک اور سحر ہے

اور جس کی آتما ایک

وہ جنتا امر ہے

• • •

## • نارائے سُرودے

(۱۹۲۶ء - ۲۰۱۰ء) / مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے "دلت آواز"

## • اس موسم میں

تمھارا ایک شرت ہے میرے پاس  
 جسے ہم دونوں (بدل بدل کر) پہننا کرتے تھے  
 بے کاری کے دنوں میں ایک دوسرے کے کام آتے تھے  
 سنہال رکھا ہے پرانا قندیل  
 جس کی روشنی میں لفظ ملنے آیا کرتے تھے  
 ایک سبک سی اپناست  
 خوشیاں بھر دیتی تھی زندگی میں  
 کچھ خطوط — اور ایک تمھارے ہاتھ کی لکھی ہوئی بیاض  
 ہے تم / میرے نام ہی منسوب کرنے والے تھے  
 — ایسے کتنے سارے قصے  
 پھر اس کے بعد  
 ہندوستان باہر سے تمھارا خط موصول ہوا  
 لکھا تھا: "بڑی مشکل سے ہم یکبارگی پورپ پہنچے  
 اب مار دیا جا رہے ہیں  
 کبھی طرف ہندوستان ہی لگ رہا ہے رے  
 — پھر کبھی لگتا ہے جیسے  
 میں اس کے لیے اور وہ میرے لیے اپانے ہو گئے ہیں"  
 اب اس موسم میں  
 تم بھی نہیں اور تمھارا خط بھی نہیں

فقط ..... کچھ نظمیں — اور

ہم (جس کی روشنی میں) زندگی پڑھا کرتے تھے وہ ایک قندیل ۰۰۰

(نوٹ: چونکہ اصل شاعر نے خود ہی لفظ "قندیل" استعمال کیا ہے اس لیے میں نے بھی اسی کو استعمال کرنا مناسب سمجھا، "الثین" کو نہیں۔)

## • صرف ہم ہی ایسے نکلے

ہر موڑ پر ہم نیا ذیراً دلتے ہوئے گزرے

ایک ہی جگہ رکنا ہمیں گوارا ہی نہ ہووا

جوڑا بسا یا ہو اگر چھوڑتے وقت دہنیز کے کھبے مضطرب ضرور ہوئے

اور ہماری آنکھیں بھی بھرا آئیں (لیکن) دہنیز پار کرتے ہوئے لڑکھڑائے نہیں

خود ہی کو ڈھونڈنے میں آدھی عمر گناہ کے

اپنے تیس لائکھ بار مڑے، پھر بھی خود کو دریافت نہ کر سکے

لُول تو ہم پوری طرح کنگال،

منہ اندر ہرے مڑتے وقت

بیٹھنے کو جی چاہا، بیٹھنے بھی (مگر)

اٹھ کھڑے ہونے پر بیٹھنے نہیں

ہرات اپنی آتما سے سر گوشیاں کرتے گزری

صرف ہم ہی ایسے نکلے کہ بے وفائی نہ کر سکے ۰۰۰

## • جب پتے سر سراتے ہیں

اُس اندر ہرے میں

جب سر سراتے ہیں پتے

اُس وقت (گلتا ہے)

شاید تم کروٹ بدل رہی ہو گی

شاید اب تم جاگ چکی ہوگی  
 اداں اندر ہرے میں  
 جب سر راتے ہیں پئے  
 اُس وقت (لگتا ہے) شاید تم  
 بچے کے پورے بدلتا ہی ہوگی  
 کئی ہوئی سطر پر  
 شاید (تمہارے) آنسو ٹپک رہے ہوں گے!  
 ● ● ●

## • چند سطراں •

ابھی تک  
 بھرے بازار میں  
 قصائی، مینک لے کر گھوم رہے ہیں  
 سکینوں کے سائے میں  
 مجھ سے کہتے ہیں کہ گاؤ پواداڑے (گیت)  
 رسوئی اُنھیں بیچ دوں  
 تو میں گنہگار کہاں دوں!  
 ● ● ●

## • پئی تلی زندگی •

جب پیدا ہوا  
 تب دی گئی پئی تلی زندگی  
 روشنی بھی دیسی ہی پی تلی  
 با تیس بھی پئی تلی ہی کیس  
 بُڑا تے ہوئے نپے ٹلے راستوں ہی پر چلتا رہا  
 (اور) لوٹا (بھی تو) پی تلی کھولی میں

پی تھی ہی زندگی جیا  
 کہتے ہیں: نے ٹلے ہی راستے سے گزرنے پر  
 سورگ ملتا ہے  
 نے ٹلے ہی چار گھبیوں کے نجع  
 ٹھو: ● ● ●

## • دُعا •

”بابا، اُدھر کی وہ کھڑکی دکھائی دے رہی ہے نا!  
 وہاں، رات دن ایک دیا جلتا رہتا ہے  
 کوئی عورت  
 سر کا پلو بار بار ٹھیک ٹھاک کرتی رہتی ہے  
 چپ چاپ ٹھیک ٹھیک رہتی ہے  
 لگتا ہے کسی کا انتظار کر رہی ہو جیسے  
 ایک دن (بہت سارے) پھول لے کر  
 میں دروازے ہی پر جا کھڑا ہوا  
 — پھر —

کہنے لگی: کون رے ٹو؟ — آ — اندر آ — ایے،  
 نہ غصہ ہوئی اور نہ ہی کچھ بولی  
 اس نے مجھے  
 اتنا قریب کیوں کیا ہو گا؟!“  
 ”تیری ماں ہوتی ناتو تیری سمجھ میں آیا ہوتا ہیئے  
 جا — آج بھی اسے پھول دے کر آ“ ● ● ●

## • منگیش پاڑ گاؤں کر

(۱۹۲۹ء۔ ۲۰۱۵ء، آبائی وطن: دینگورلا۔ رتنا گیری، شروع میں مدرس، سخافی اور پھر آکاش وانی (مبینی) میں پروڈیوسر، مشہور و معروف شعری مجموعہ "سلام" پر مرکزی ساہتیہ اکادمی انعام یافتہ شاعر!

## • چڑیا باجی دروازہ کھول

چڑیا باجی، چڑیا باجی!  
دروازہ کھول، دروازہ کھول  
چڑیا باجی، چڑیا باجی! دروازہ کھول

---

دروازہ ہوں بند کر کے / دنیا سے خفا ہو کر  
آنکھیں موندے

کب تک اندر بیٹھی رہو گی؟ / اپنا من آپ ہی نوچا کرو گی؟  
ہوا، اندر آئی ہی چاہیے / اکھلی سانس لینی ہی ہو گی  
دروازہ کھول، دروازہ کھول  
چڑیا باجی، چڑیا باجی! دروازہ کھول

---

چھوٹوں کی طرح کانے بھی ہوا کرتے ہیں  
سیدھے راستے کی طرح / نیڑھی میڑھی پکڑنڈیاں بھی ہوا کرتی ہیں  
گانے والی میناؤں کی طرح / سفید شفاف بلگے بھی ہوا کرتے ہیں  
کبھی کبھی تو سبھی کے سبھی / صرف کالے لکوٹے کوئے ہی ہوا کرتے ہیں  
کوؤں کے داؤ چیچ پختہ ہوں تو  
ان کی زد میں تیرا گھونسا بھی آ سکتا ہے  
اس کے بعد بھی اس دنیا میں جینا ہی پڑتا ہے

اپنے آپ کو سنبھالنا۔ جی پڑتا ہے  
دروازہ کھول، دروازہ کھول  
چڑیا باجی، چڑیا باجی! دروازہ کھول

یہ کیا ضروری ہے کہ سب کچھ اپنی خواہش کے مطابق ہی ہو؟  
اپنے بھی تو کبھی بے گانے ہو جاتے ہیں  
مورستی میں ناچتا ہے / تو کیا ہم بے جس ہو جایا کریں؟  
کوئل اچھا گاتی ہے / تو کیا ہم افسرده ہو جایا کریں؟  
موازنہ کرتے رہنا اچھا نہیں رہی  
ہر ایک کی اپنی علاحدہ شناخت ہوتی ہے رہی  
ہر ایک میں — کھلنے والا ایک پھول ہوتا ہے  
کھلنے والے اس پھول / اور کھلنے والے اس بچے کے لیے  
دروازہ کھول، دروازہ کھول  
چڑیا باجی، چڑیا باجی! دروازہ کھول     ● ● ●

## • بتاؤ کیسے جیا جائے؟ •

بتاؤ کیسے جیا جائے؟  
کراہتے کراہتے کہ گیت گاتے ہوئے  
تمھی طے کرو

بھری آنکھوں  
کوئی تو (آنسوؤں) یاد کرتا ہی ہے نا؟  
گرم گرم دونوالے تمہارے لیے کوئی پروستا ہی ہے نا؟

(پھر بتاؤ) شاپ دیتے بیٹھا جائے اک دعا نہیں دیتے نہ ساجائے  
تمھی طے کرو

کالے گھورا ندھیرے میں  
جب کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا  
تمھارے لیے تب کوئی تو / دیا لے کر کھڑا رہتا ہے  
(پھر بتاؤ) اندر ہیرے میں گڑھا جائے کہ اجائے میں اڑا جائے  
تمھی طے کرو

پردوں میں کانٹے پیو سوت ہو رہتے ہیں  
یہ بالکل درست سہی  
لیکن کیا پھولوں کے کھل اٹھنے میں سچائی نہیں ہوتی ؟  
(پھر بتاؤ) کانٹوں کی طرح پنجھا جائے کہ پھولوں کی طرح کھلا جائے  
تمھی طے کرو

پیالہ آدھا خالی ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے  
اور پیالہ آدھا بھر اہوا ہے یہ بھی کہا جا سکتا ہے  
(پھر بتاؤ) خالی ہے کہا جائے کہ بھر اہوا ہے کہا جائے  
تمھی طے کرو

بتاؤ کیسے جیا جائے ؟  
کراہتے کراہتے کہ گیت گاتے ہوئے  
تمھی طے کرو      ● ● ●

## • پریم یعنی کیا ہوتا ہے؟

پریم یعنی پریم یعنی پریم ہوتا ہے  
میرا تمہارا بالکل سیم ہوتا ہے

کیا کہتے ہو؟  
یہ طریں چل رکھتی ہیں؟  
شاعری کے اعتبار سے تھل رکھتی ہیں؟  
لگتی ہیں تو لگنے دو ایکن پھر بھی  
پریم یعنی پریم یعنی پریم ہوتا ہے  
میرا تمہارا بالکل سیم ہوتا ہے

"اُش، کہہ کر بھی پریم کیا جاسکتا ہے  
(اور) اردو میں "عشق"، کہہ کر بھی پریم کیا جاسکتا ہے  
صرف دخو میں غلطی ہونے پڑھی پریم کیا جاسکتا ہے  
(اور) کانوینٹ میں پڑھ لکھ کر بھی پریم کیا جاسکتا ہے  
سو لہ سال کے ہو جانے پر  
رُگ و پے میں پھول کھلنے لگتے ہیں  
جائگتے میں (بھی) سپنوں کے جھو لے جھلنے لگتے ہیں

پریم یعنی پریم یعنی پریم ہوتا ہے  
میرا تمہارا بالکل سیم ہوتا ہے

## منوہراوک

[جنم: ۱۹۳۲ء، وفات: ۱۹۹۳ء، تعلیم: میزک تک، قیام: بسمی میں، دو شعری مجموعے شائع ہوچکے ہیں: آیتیا کویتا (۱۹۷۰ء) اور وفات کے بعد چند رکانت پائل اور ٹلی پر بکار مرتب کردہ "منوہراوک کی اسی نظمیں" (مسی ۱۹۹۲ء)۔ اس کے علاوہ دوناول بھی: "اترویدھی" اور "چرسی" — باقر مہدی کے دوست اور انھی کی طرح Bohemian / رینڈ مشرب بھی۔]

## • مختصری نظم

آئینے ہی آئینے میں

• • •      وفات پائے لاوارث!

## • تم اور میں

تم : اگلے جنم میں

تمھاری پلکیں بن جاؤں گی میں

اور تمھیں سونے (ہی) نہ ڈوں گی

میں: چلے گا

تم اگلے جنم میں

تمھیں اپنا گھوڑا بناؤں گی میں

اور چاک کی مار ماروں گی

میں: چلے گا

تم: اگلے جنم میں تمھیں

ہاتھ کی انگلی بناؤں گی میں

اور ہمیشہ انگوٹھی کے بندھن میں رکھوں گی

میں: لیکن تم مجھے "بے نام" کر دو

کم سے کم

تمہارے نام کو بیقاونہ لگے گا

تم: تمھیں کچھ کہنا نہیں ہے کیا؟

میں: مجھے؟ میں تو صرف یہی کہوں گا

کہ گزرے جنم کے پاپ لوٹا رہوں میں! • • •

## • بھکتی کے محفوظ جنگلے کے پچھے •

(۱)

دیو جی

بس کی قطار میں کھڑے رہ کر

آرادھنا کرو

(۲)

دیو جی!

کیا تم بنک میں رکھی ہوئی

امانت ہو؟

فیصلے کا پتھر باندھ کر

ڈبکی لینے والے سنت

زمانے کے بھاؤ میں

لاش کی طرح تردتا زہ!

(۳)

مصنف

سانپ کی طرح

انسانیت کی ڈم پر

پیر رکھتے ہی ڈنے والے! • • •

## • چرسی

(منوہراوک کے تاول "چرسی" سے ماخوذ)

سات عورتیں.....  
مونڈے ہوئے چیل سر — کھو کھلتے قہقہے.....  
اور میں  
ایک بوڑھا باتوںی

اور میرے لفظ  
جھری زدہ — معنی سے خالی  
میرے مصنوعی دانتوں سے بار بار پھلتے ہوئے  
انگوٹھا اور انگلیاں ہلتی ہیں  
میرے دانت  
چنے کی طرح — قہقہوں کو گھیرے ہوئے  
اور پھیپھڑوں سے اُبھرتے گرتے قہقہے —  
اندر ہی اندر  
اندر ہی اندر

اور جاتی سوکھی سڑک پر  
پانی، لال پیکس اور لال نسواز  
مکھسن کی طرح پھیلی ہوئیں  
”ہمی“

اپنی سازی میں پیسے اڑوں لیتی ہے  
”ہمی“، ہنستی ہے — گویا

اُس کے مصنوعی دانت  
 کھوئے ہوئے زمانے کو چباتے ہوں  
 یا (پھر) آنے والے دور کو چبانے کے مُمثنا ہوں  
 اُس کا قبہ پہ  
 میر ہمی میر ہمی لکیریں بناتا جاتا ہے  
 ”یہی“، نہ بھرتی ہے  
 اُسے محسوس ہوتا ہے  
 کہ اُس کی ٹانگوں کے بیچ سے  
 سکے آہستہ آہستہ گرتے جا رہے ہیں  
 دیکھتی ہوئی آنکھوں کے دھندے مناظر  
 اندر حیرا — روشنی  
 پلک جھپکاتی ہوئی نیم تاریکی  
 خواب خرام بیچے  
 صبح صبح چلنے لگتے ہیں  
 اُن کے ننگے پیر — سڑکوں کو کاٹ رہے ہیں  
 — اُن دیکھی رو شیاں — ہر ایک بخواہا ہے  
 ادھ بنے — نیم جاں سائے  
 کبوتروں کی تلاش میں  
 انسینش کے گوشے گوشے ڈھونڈ رہے ہیں  
 پسینے کی بُو — پھیلی ہوئی ہے  
 اخبار کے کاغذ — پسینے پل پل کر  
 سڑکوں کے سینے سے لپٹے ہوئے ہیں  
 ہر گوشے سے پسینہ بہہ رہا ہے  
 ایک آئینے میں

ایک مسکان کہ چہراغور سے دیکھا جاسکتا ہے  
 کئی ہاتھ  
 بیڑیاں بناتے بناتے گھوم رہے ہیں  
 لرزتے ہاتھ — تحریر تحریر آئی بیڑیاں  
 کپکپا ہٹ — قہقہہ بن جاتی ہے  
 اور قہقہہ  
 آنسیں پھیلاتا جاتا ہے  
 اور کچھ نہیں — کچھ نہیں !

سانچھے پینڈھے لا لا  
 ایک قطار میں دوز انو میٹھے ہیں  
 ان کے جسم  
 سوالیہ نشانات کی طرح آدھے مجھکے ہوئے  
 اور ان کے لبوں پر — کوئی سوال نہیں • • •

## • پر لہاد چیند و نکر

(جم: ۱۹۳۷ء، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "دلت آواز")

### نسل در نسل کا بدمعاش اندھیرا

کل کی موت کی فکر میں  
نس نس سُلگنے والی / یہ بھکاری لاوارث زندگی  
کیا! اسی طرح ختم ہونے والی ہے؟  
ایڑی تسلی مسلک دیے جانے والے / اس گریٹ کے بچے نکلے کی مانند!  
تمھارے زوپہلے سپنوں کا / بلوری پرندہ  
کیا! اسی طرح تملہ تاریخ پتار ہے گا؟  
بے مدت ہڑتاں پر جانے والے مزدور کی مانند!  
تم آؤ / تو اپنی مضبوطِ مشتھی میں تھامی ہوئی مشعل  
لہراتے ہوئے آگے آؤ  
نسل در نسل کے / اس بدمعاش اندھیرے کو  
مار گراتے، رومندتے ہوئے آؤ  
تمھاری ریڑھ کی بڈی پر پڑنے والے / لا توں کے ہار  
انخیس کے گلے میں ڈالتے ہوئے آؤ  
ارے، تم انگلی مآل کے وارث ہونا!  
تو پھر اپنے کارنا موں کی چمکتی تکوار کو / چنان پھان پھان پر تیز کرتے ہوئے آؤ  
تاریخ کے صفحو صفحو پر اگر مابوکی دھارا اندھی ملتے ہوئے آؤ  
تمھارا منتظر ہے / اکف بہ دہن مہاساگر  
تمھیں اس مہاساگر کی قسم  
نوندوں پر رقص کرتا ہوا / ایک گیت لے کر آؤ

● ● ●

(انقی مال: جنگل سے گزرنے والے تاجر وں کو قتل کر کے ان کی انگلیاں کاٹ کے مala بنا کر پہننے والا  
ڈاکو پسے بعد میں گومبہ دھنے سدھارا)

## • اجائے کی کرنوں کے نام

اجائے کی کرنیں،  
واقعی باشعور ہو چکی ہوں تو  
وہ بے دھڑک ہماری جھونپڑیوں میں داخل ہوں  
ہزاروں ہاتھ اگرم جوشی سے / ان کا استقبال کریں گے  
اندھیرے کا شدید درد  
آخر ہم کم تک برداشت کریں؟  
کسی تجربہ کا ردائی نے / اکل کے سورج کی زچگی  
ہمارے لیے کرائی  
تو اسے چولی۔ چوڑیاں دینے کا نیک کام  
ہمارے ہی گھر گھر میں ہوگا      ● ● ●

## • ہیمنت جو گئے کر .

(جنم ۱۹۲۸ء، تعلیم: بی۔ٹیک، ملازمت و قیام پونے، تین شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔)

## • لکشمی

بیگ بھر لینے کے بعد  
 اُس نے ایک بار پھر  
 سارے گھر پر نظر دوڑائی  
 انجھتی رہی اُس کی نظر ایک ایک باب میں  
 بھرا میں آنکھیں، نیچے تھکلیں  
 موچ موچ بن گئی اُس کی روز کی پوچھی ہوئی فرش  
 وہ اسی حالت میں نیچے بیٹھی، زمین پر دراز ہوئی  
 کس قدر گرم گرم سا لگا اُسے فرش کا سرد لس  
 دکھائی دی اُسے اوپر کی چھست۔ کتنی اوپری  
 لگا کہ تکبر مسکرا رہا ہے  
 جھنخنخنا یا اس کی نظر کو اکب سے چھت پر لٹکنے والے مکڑی کے جالے نے  
 ہڑ بڑا کر رائٹھی  
 جھاڑو کے ایک جھٹکے سے مکڑی کے جالے کو جھاڑڈا  
 اور اپنی بیگ انٹھا کر  
 مُرد کر بھی نہ دیکھتے ہوئے  
 اُس نے اپنے نیوَر۔ دلہیز باہر کھدیئے!

● ● ●

## اس کی خواہش

دن بھر کے کاموں سے فارغ ہو کر  
 جب تم تھک جاؤ  
 تو اپنے شوہر کے پہلو میں ضرور لیٹ سکتی ہو  
 اگر وہ چاہے تو اسے نیندا آنے  
 اور تمہاری جانب پشت کر کے سو جانے تک  
 اُس کی خواہش کے اظہار پر اپنی بیزاری ظاہر مت کرو  
 سمجھو کر وہ تمھیں تھپک تھپک کر  
 تمہاری تھکلن دور کرتا چاہتا ہے  
 رات میں جب اچانک چھٹلی جاگ جائے  
 تب تم اپنے خواب طاق پر رکھ کر انہیں بخبو  
 اور کپڑے پہن کر اُس کے سو جانے تک اُسے تھپکتی رہو  
 اور وہ متواتر ب سورتی رہی تو اسے باہر لے جاؤ مگر بہلاون کو  
 درنہ تمہارے شوہر کی نیندا اچٹ جائے گی  
 دوسرے دن اُسے کام پر بھی تو جانا ہے  
 تمہاری بڑی بیٹی کے روزمرہ  
 ہوم ورک، کھانا پینا جھگڑا اور اس بھانے کے بعد  
 فرصت نکال کر  
 ”میری ماں“ کے عنوان سے  
 اُس کی تقریبی تیار کرو  
 وہ کل اسٹچ پر  
 تمہاری عظمت کے گیت گانا چاہتی ہے

● ● ●

## • پرکاش جادھو

(جنم: ۱۹۵۱ء، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "دلت آواز")

## • دادرپل کے نیچے

اُس کی جلائی جانے والی

چڑھاوے کی آگ کی تین ایٹیں

اور ان پر

گلاہٹ کے گہنوں کے نفرت انگیز آثار

نیم کی جلی لکڑیاں

اور گزرتی امپالا کاروں کے مفرود رمس سے

راستوں کی گھٹی ہوئی سانیں

ہوا میں تیرتی وجود کی راکھ

اور بچی ہچی نشانیوں کے منع شدہ مجھے —

دادرپل کے نیچے چھوڑ کر / چلی گئی وہ —!

—

مايوی کے اندر ہیرے میں

جب وہ اپنے ہی بال نوچا کرتی،

حپ معمول زہرپی کر — بے چین میں

ناف کی کپکپاہٹ میں انگلی دبا کر / اُس کے جہنم جیسے زخموں پر

کالاخون خوب اندھیلتے ہوئے پوچھتا:

"اے ماں!"

بتامیرادھرم —

کون ہوں میں؟

کیا ہوں میں؟؟؟“

”ٹونہ ہندو ہے نہ مسلمان،  
دنیا کی واسنا — کی آوارہ چنگاری ہے تو  
دھرم؟“

رثیوں کا ایک ہی دھرم ہے بیٹے..... ،  
پل کے اوپر کی دنیا کو انگا کرتے ہوئے  
میرے سوالیہ منہ پر  
حصارت آمیز مسکراہٹوں کے پھر  
ایک ایک کر کے — اچھال دیتی!

اعلیٰ طبقے کی موری سے  
اپنارشتہ بتانے والے گانڈو گثر میں  
پیشاب کرتے ہوئے میں پوچھتا:  
”کون تھا وہ؟ — کون ہے میرا باپ؟؟؟“  
میریائی دبائیں جھلسی ہوئی — چھاتیوں کے پھول  
اور ان پر دنیا کے نقشے جیسی کھجلی  
کھر کھر — کھر جتے وہ کہا کرتی:  
”تھے کچھ حرامزادے! .....“

..... / / / / / .....

دار پل کے نیچے ہی:  
میرے سوالات کی بازگشت،  
مستقبل کو چائے والے را ہو — شی،  
میرے مدفون خواب،

اور وہیں کے تھر دلی دیواروں کے شگافوں میں  
خود میرے ہاتھوں نکھانے کے لیے رکھی ہوئی ہاں!

ایک دن — ماں مر گئی!  
دادرپل کے نیچے  
کھولتے ساگر میں  
جب اُس کے جہاز کا مستول ٹوٹ گیا  
اُس وقت میں  
مہذب آکاش میں  
ہمالیہ کی طرح سر بلند لوگوں سے  
زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا!

اور اب، کبھی کبھی خالی وقتوں میں  
اُن بے شکل یادوں — اور منځ شدہ مجسموں کے پاس بیٹھا / روتا رہتا ہوں  
تا — تا کہتے ہوئے بھی  
وہ مجھے بہت کچھ دے گئی ہے:  
جلد کے نیچے سر اٹھانے والی موزوں ٹیماریاں  
چہرے مہرے پر دھیرے دھیرے نمایاں ہوتی ہوئیں،  
پڑھے پڑھے والا

— نقشِ دنگار والا —  
کھلتم کھلا تیندا میں  
جب کبھی دادرپل کے نیچے کھڑا ہو جاتا ہوں  
پتھر سفید پر بت چلر پھینک دیتے ہیں،  
اور وہ بھی — بس اُسی کے کارن !! ● ● ●

## • واہرو سوناونے

(جنم: ۱۹۵۳ء، مقیم: شہادا۔ ضلع دھولیہ، مرathi زبان کے آدی بائی/قبائلی سماج سے تعلق رکھنے والے شاعر، ایس، ایس۔ سی تک تعلیم اور شہادہ کے شرک سانگھٹن کے سرگرم رکن۔ ان کا ایک شعری مجموعہ "گودڑہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ پہلے "دلت آدی بائی گرائین" مشترکہ مرathi سابتیہ سمیلن نیز دوسرے و دروہی (باغی) مرathi سمیلن (۲۰۰۰ء) کی صدارت بھی کر چکے ہیں اور بہت سارے اعزازات و انعامات سے بھی نوازے گئے ہیں۔)

## • اور

گنے کارس پینے والے لوگ

اور

انسانوں کارس پینے والا گنا • • •

## • گودڑی

میری بھٹی گودڑی  
میلی کچلی!

گودڑی ہی گودڑی میں  
گھٹھار ہادم/کھٹی بائس سے  
ناک سکر سکر کر / میں بدلتار ہا کروٹ

اور..... /

برداشت کرتا رہا کھٹی بائس / گودڑی میں ناک ٹھونس کر  
اسی گودڑی میں

دم توڑتے رہے آباد اجداد  
آنسوؤں سے تر ہوتی رہی گودڑی

اور کھٹی باس  
یاد دلاتی رہی آبائی دکھ درد / آج کے دارثوں کو  
میری / پھٹی گودڑی / میلی کچیلی !

## • عورت

جو ان میں ویشا  
اور بڑھاپے میں چڑیل  
ایسا بھی کہتے ہیں لوگ  
لوگوں کا کیا؟ / کچھ بھی کہتے ہیں لوگ

ایک چیز ایسی

جور استوں میں ملے کر گھائیوں میں  
جہاں بھی ملے / اسے روکا جائے  
جی میں آئے تو بانہوں میں بھینچ لیا جائے  
اور جی بھر جائے تو چھوڑ دیا جائے  
نہ چیخ، نہ پکار

نئی سازی

نئی بہو  
چھوٹی لیتی ہے پیر سر کے  
پھٹ جاتی ہے پرانی ہو کر  
سازی کے ساتھ ساتھ  
اور پھر —

پونڈ لگا لگا کر جینا  
زندگی بھر!

## • کوئیتے!

کوئیتے!

آگئیں تم زندگی سے تنگ آ کر  
تم کون ہو۔۔۔ اور تمہاری زندگی  
تبھی کو معلوم!

کل بھی تم آئی تھیں، آج بھی آئی ہو  
بار بار مت آیا کرو

ملنے کا لطف بھی جاتا رہے گا اور کیف و رنگ بھی  
آنے کے لئے آیا کرو گی، جانے کے لئے جایا کرو گی  
کیا فائدہ؟

کوئیتے!

تمہیں اب بھی بتا رہا ہوں  
کہ جب ضرورت ہو، تبھی آیا کرو

جاو۔۔۔ اب جاو تم

غصہ مت ہو جاو

غصہ ہونا ہے تو ہو جاو

تم کو بھی تحقق حاصل ہے!

مگر یاد رکھو

غصہ ہونے سے

اگر کوئی اچھا نتیجہ نکلنے والا ہو

تو ضرور غصہ ہو جاو

خواہ نخواہ کا رب مت جماو

لوگ ہنسیں گے

اکتا ہوں بھری زندگی کے جمود کو  
توڑنے کی طاقت ہے تم میں  
لیکن — اگر اس طاقت میں دھارنا ہو  
تو کیا فائدہ؟!

● ● ●

## • اکھڑنے لگا ہے پہاڑ

ان لوگوں کی انسانیت کو  
جس جس نے چھیل کر کھایا ہے  
وہ اب تک زندہ ہیں  
اور ..... انسانیت کے خون سے  
روشن ہیں جات پات کی جیوتیاں  
اکھڑنے لگا ہے پہاڑ  
اور اس میں دبا ہوا انسان  
انسانیت کا

● ● ●

## • زخم

زخموں کے ساتھ  
جی رہا ہوں میں  
زخم ہی زندہ رکھتے ہیں مجھے  
انسانیت کے راستے  
زخم ہی دکھاتے ہیں مجھے!

● ● ●

## • چاند گہن

”وہ دیکھ چاند گہن“

بیٹے کو باپ بتاتا ہے

تب بیٹا — ”گرہن؟“

باءء پرے .....!

پوری طرح نگل رہا ہے

وہ را کھشش — چاند و باکو

اور بابا

کیوں حیران ہوتے ہیں سمجھی لوگ؟

کیا وہ سمجھی ہمارے گہن پر حیران ہوتا ہو گا؟

اس دن

جب ہم بھوکے ہی سو گئے تھے

تب وہ سمجھی — بہت حیران ہوا ہو گا تا بابا؟

## • تحریک کے معنی

تحریک کے معنی

نہ دوپاچ دنوں کا میلہ ہے

نہ ہی کسی ندی میں آیا ہو اسیلا ب

تحریک کے معنی ہے

انسانیت کا منع

لگاتار پھیلتا بڑھتا ہوا بہاؤ

وہ بہاؤ

جو مئی کے ذرے ذرے میں سے رستا ہے

چھوٹے بڑے جھرنوں کو  
 جوڑتا، سمویتتا ہے  
 یہ وہ بہاؤ  
 جونہ کبھی مُخہرتا ہے  
 نہ تھرلوں سے رکائے، رُکتا ہے  
 مُروتا، بل کھاتا / سخت چٹانوں کو توڑتا  
 نا، ہمواریوں میں سے گزرتا ہوا  
 ہموار مہا ساگر کی طرف / اپنی رفتار بڑھاتا جاتا ہے  
 ارے بخلے آدمی!  
 یہی تو اس کی تمبا ہوتی ہے  
 یہی تو اس کی تمبا

• • •

## • بھو کے مت سوو'

تیل کے ختم ہونے پر  
 خشک ہوتی ہوئی باقی  
 دیئے کی جوت بجھی بجھی سی  
 بچپنے گہری نیند میں سوئے پڑے ہوئے  
 رات کا پچھلا پھر  
 نہ دنوں کی آنکھوں میں نیند ہے  
 نہ ہی دنوں آپس میں بات کر رہے ہیں  
 بس آنسیں بلبلار ہی ہیں / بچوں کو جگار ہی ہیں:  
 ”آنکھوں

اپنے ماں باپ سے روٹی مانگو  
 بھو کے مت سوو' "

• • •

## • سرگوشی کر رہی ہے رات

سر تک اڈھ کر  
سویا جائے تو اندر ہی اندر  
گھٹنے لگتا ہے دم  
منہ کھلار کھا جائے تو پچھر کاٹتے ہیں  
کس دلیش کی ہے یا اندر ہی ڈسی رات؟

اور  
جب پابندی لگتی ہے خوابوں پر  
تب کے آتی ہے نیند؟  
سرگوشی کر رہی ہے رات  
کسی اور گمان میں! ● ● ●

## • غصہ بھری نظر

کھائیے تو / پیٹ بھر کر  
آنسو؟ / آنسوؤں کا کیا؟  
یہ تو بستے ہی رہتے ہیں ہر روز  
آپ کھائیے پیٹ بھر کر  
اور پچھر.....  
ماں کی گود میں سے  
بچے نے غصہ بھری نظر ڈالی  
میرے پہلے نواں لے پا! ● ● ●

## • دیوداہی

ایک دلیش  
جہاں چھوڑ دی جاتی ہیں لڑکیاں  
دیوتا کے نام پر  
انھیں بھینچ لیا جائے بانہوں میں  
یا کونوں کھدروں میں لے جا کر / استعمال کیا جائے  
کون دیکھتا ہے؟  
نہ گھر ہے، نہ در  
دیوتا کی بکریاں وہ  
دیوداہیاں کہتے ہیں انھیں !! ● ● ●

## • دامودرمورے

(جم: ۵ فروری ۱۹۵۲ء، پیشہ: درس و مدرس، بیڈ کر کانج (تحانے) کے شعبہ مراثی کے صدر کی حیثیت سے سکندوٹی ملازمت۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ”دلت آواز“.....)

## • مہک

ایک دن  
مجھے دیکھ کر پھول مسکرانے لگے  
میں نے پوچھا: کیوں؟ کیا ہوا؟  
ہنس کر بولے: تمھیں تو نہیں مگر ہمیں یاد ہے  
مہک رہے ہو تم صد یوں بعد  
میری خاموشی نے کہا: یہ کون سی تعجب کی بات  
اک نئے سورج نے  
بہار کو  
میرے گانو باہر کے گھر کا پتہ دیا ہے!

● ● ●

## • چند اور مختصر نظمیں

● میں نے بارش سے پوچھا:  
”کیوں اتنی تیز برس رہی ہو؟“  
وہ بولی: فساد میں جل رہے مکانوں کو  
بُجھا رہی ہوں

---

● میں نے ہوا سے پوچھا:  
”کیوں ہو لے ہو لے چل رہی ہو؟“

وہ بولی: فساد کے زخموں کو نہ تھا اکر رہی ہوں ”

● میں نے اک لوئی سے پوچھا:

”آپ آج ہوتے تو کیا کرتے؟“

تیر کی دھار کو تیز کرتے ہوئے بولے:

”دروٹا چاریہ کے ہاتھ قلم کر دیتا“

● میں نے بابا صاحب کے پتلے سے پوچھا:

”بابا، ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟“

بولے: ارے پنگے، دیکھ رہا ہوں

● ● ● تم سوئے ہو کہ جاگ رہے ہو

## • لوک نا تھر یشونت

(جنم: ۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء، تعلیم: پری یونیورسٹی، مہاراشٹرا لائیکنریسٹ بورڈ کی مازمت سے سکندوں، اب "ستھیم سہینواں، دشوار کرمانگر، ناگپور میں قیام پذیر، اب اتنک چار شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ائمہ ایوارڈ، ساہتیہ اکادمی ایوارڈ کے علاوہ دیگر انجمنوں اور فاؤنڈیشنس کے ایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں۔)

## • باہر کیسے؟

گاؤں میں  
پھرود کے دیوی دیوتا  
اور پھرود بی کے منادر  
پھر  
تم اور میں  
بڑی گوشت کے بنے ہوئے  
گاؤں باہر کیسے؟ ۰ ۰ ۰

## • ایک مختصر نظم

جوہار کرنے والے.....  
ہمارے ہاتھ  
کاٹ کر پھینک دیئے ہیں، ہم نے  
(اور) اب نو کیلے ہتھیاروں کے سوا  
کچھ بھی نہیں ہاتھوں میں ۱ ۰ ۰ ۰

## • شاطر لوگ

شاطر لوگ

بالوں سے بھی گلا کاٹتے ہیں  
اس آن د کھے دودھاری ہتھیار کی د کشا  
آپ مجھے کبھی نہ دے سکے  
گرو جی!

واقعی تعجب ہوتا ہے اس پر ۰۰۰

## • بھیم راؤ میشرام

بھیم راؤ میشرام

بہت ہی پسند کرتا ہے سندھیاڈیش پانڈ کے کو  
یہ بتاتے ہوئے اُس نے کہا:  
انڑو یو کے لیے کاٹی جاتے وقت  
سندھیا سے جان پہچان ہوئی  
اُس نے — پہلے میرا ساتھ دبایا  
اس کے بعد ہم گھومتے رہے گنگاندی کنارے و شوہن دستمیں میں  
اور ساتھ ساتھ ہی رہے ایک دھرم شالا میں  
کاشی کے منادر گھونمنے پر سندھیا ٹنڈہ ہمراٹھی میں  
دیوی دیوتاؤ کی خوش گان کتھائیں  
خود اعتمادی کے ساتھ سنا یا کرتی  
اور رات کے گھرے ہوتے ہی میری طرف سر کا کرتی  
سندھیا کے نازک گرم ہونٹ میری گردان پر ہوا کرتے  
اور اس کے جسم کی شدہ ہٹگی کی تیز خوبی میری انس نس میں!

نہیں میشرا موسوی کے ساتھ آگے بتانے لگا  
 اب بھی میں اس کے گھر جایا کرتا ہوں  
 اس کے باپ، بھائی، خاکی ڈھیلی ڈھالی ہاف پینٹ پہن کر باہر جانے کو نکلتے ہی  
 سندھیا یا شنکر جی کے پنڈی پر کے لنگ کی پوجا کرنے لگتی ہے  
 اور مجھے دیکھتے ہی، شو بھاجوٹی کی طرح دلکش انداز میں مسکرا اٹھتی ہے  
 ہماری گپٹ پختم ہونے پر  
 ”مراٹھواڑا اودیا پیٹھ کو بابا صاحب امبیڈ کر کا نام دو“  
 ایسا نعرہ لگانے والے میرے ہونٹوں کا طویل بو سہ لیتی ہے  
 میں جب پینے کے لیے پانی مانگتا ہوں  
 تب وہ ایک علاحدہ ہی گلاس میں پانی دیتی ہے  
 اور فوراً اسے دھونے میں ڈالتی ہے  
 یہ مسئلہ مجھے ہمیشہ درپیش رہتا ہے  
 میں جب اس کے گھر سے نکلنے لگتا ہوں  
 تب سندھیا اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی رہتی ہے  
 دھونے میں ڈال دیئے گئے کانچ کے گلاس  
 اور اس کے زبان پھیرنے والے ہونٹوں کا معنہ  
 آج تک میں حل نہیں کر سکا ہوں  
 لیکن کچھ بھی ہو  
 اُس کے یہاں سے لوٹ آتے وقت  
 بابا صاحب کا گجر، البتہ میرے بھیجے میں مسلسل جاری رہتا ہے ۰۰۰

## • صورتِ حال

آپ نے ملک کا دستور لکھا  
 اور ہم غافل رہے

اپنے حقوق کی لڑائی لڑتے لڑتے  
 ہمیں یتیم کر دینے والے لوگ (ہمارے) رہنمایں کر  
 'پرمٹ' کے لیے ذم بلانے لگے  
 دوسروں کو پوچھی نشیخ کہتے کہتے  
 ہمارے سردوں پر بھی پوچھیاں آں جیس  
 و درہ کی بھاشاہیوں والے لوگ  
 صاحبانِ اقتدار بن کر رال پکانے لگے  
 جن کے کندھوں پر بھروسے کے ساتھ گردن ڈالی  
 وہ اب بندگاڑیوں میں گردن چھپائے آ جا رہے ہیں  
 یہاں کا دستور ہی فرالا  
 انسانوں کے پتلے اور پتلوں میں جان  
 کس کے شبدوں پر دشاں رکھا جائے؟  
 تھوڑا سا محکمیں تو دو کے بجائے  
 چار پیر ہی دیکھائی دیتے ہیں — ثابت و سالم!  
 • • •

## • دکان داری

تمہیں  
 تھیں بار  
 شفقت بھری زبان میں  
 سمجھا نجھا کرتا یا ہے  
 کرانی کا نام  
 کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت، ایسی دلیسی کسی بھی حالت میں  
 مت لیا کرو  
 رنجزوں کو

## • مُکت چھند •

میرا بیٹا

میرے جاگ اٹھنے سے پہلے ہی

صحح سورے

باہر کی صاف ستری ہوا میں

گھوم پھر کر آچکا ہوتا ہے

کل اُس نے میرے دفتر میں آ کر کہا:

پہلا

آپ پستہ قد لوگوں کو صاحب کیوں کر کہتے ہیں؟ بتائیے تو!

میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی

اُس نے میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا

جاتے وقت پھر کہا:

آپ نے ان مردہ لوگوں کے درمیان

اتنے سارے دن کیسے گزارے؟

میں ملازمت نہیں کروں گا

تیرے درجے کی زندگی نہیں جیوں گا

جہاں لات ماروں گا وہاں سے پیڑوں نکالوں گا

بیٹے!

ہماری زندگی / واقعی کبھی بھی

حقیقی زندگی نہیں تھی

تمہارا مستقبل روشن ہے

## • پروگامی / ترقی پسند

ہمارے سب سے بڑے صاحب کے ساتھ  
 انھیں کے دلalon میں  
 دلکھول گپ بازیاں کیں  
 مارکر،..... لینن..... ماو..... اسالن..... چارواک  
 کبھی کو اتنا پلنا کرڈا  
 زوردار بحث و تکرار کے بعد  
 صاحب — آفیسروں کے پیشتاب گھر میں گئے  
 اور ہم کامگاروں کے 000

## • حمال

جس طرح  
 راجہ مہاراجہ پاکی میں بیٹھا کرتے ہیں  
 اُسی طرح  
 دھرم گرو، سنت، مہنت وغیرہ بھی  
 البتہ پاکی اٹھانے والے وہی ہیں  
 ازل سے 000

## • بھگوان نیلے •

(جم ۲۳، مئی ۱۹۵۴ء۔ ایک بے باک صحافی اور شاعر، ان کا اولین شعری مجموعہ: سانگیاں جسے اُس ناہی/ ضروری نہیں کہ بتایا ہی جائے، نومبر ۱۹۵۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "دلت آواز")

## • سانپ لپٹ •

بیوی بن چکی ہو  
اس کے معنی یہ مت سمجھو  
کہ میں کھڑا — آڑا — کسی بھی طرح  
کھیل سکتا ہوں تمہارے جسم کے ساتھ  
شادی کے معنی یہ بھی نہ سمجھو  
کہ اس سماج نے ہمیں سمجھوگ کے لیے جو باقاعدہ اجازت دی ہے  
اس صورت میں تم  
خود کو بچایا کرو میری خواہش کے مطابق  
ہر ایک مرد کی رگ میں ابتدی نہیں ہے مردانگی  
عورت کو دیکھنے پر  
آنسوؤں کی قدر و قیمت — کبھی بھی لہو سے زیادہ ہی ہوتی ہے

کھلی ہے دھوپ  
(اور) تمہاری آنکھوں کے چکنے چکنے لگے ہیں  
میرے بھی جسم میں نج رہے ہیں ساز  
اپنے بیدردم میں پھوٹ پڑی ہیں تروتازہ کو پلیں  
دو جسموں کی سانپ لپٹ کے لیے

رات ہی کا ہونا ضروری نہیں  
جسموں کے ساتھ دل ملنے پر  
اندھیرے کا کا جل بھی جگھاتا ہے  
آؤ —

: فلیاٹ کی قسطیں کیسے ادا کی جائیں  
اس کی فکر — بعد میں کریں گے .....  
• • •

## • عورتوں کے لیے .....

عورتیں

بنیادی طور پر ہوتی ہیں نرم و نازک  
انھیں چھپانے ہی نہیں آتے آنسو — بُرمندی کے ساتھ  
اپنا سیت کے چند لفظوں ہی میں — وہ ہو جاتی ہیں پانی پانی  
تعریف و توصیف — ہمیشہ ہی ان کی ذات کا حصہ  
وہ وقف کرتی ہیں جان — جان پر جان دینے والے پر  
جی جان سمیٹ کر  
وہ ہوتی ہیں تیار پر دگی کے لیے  
عورتیں چاہتی ہیں انھی کی طرح کے شوہر  
جو مرد انگلی کا البادہ اٹا رکر — برتاؤ کرتے ہیں دوستوں کی طرح  
سمجھ لینے والا، سراہنے والا، سادہ بھولا اور کبھی کبھی — احمق  
جس کی باغ و بہار مسکان سے  
اجلا کرے جسم کا پیڑ روشنی میں  
وہ ہو — بھر آئی آنکھوں کو پوچھنے والا ہاتھ  
غلطیوں پر پردہ ڈالنے والا  
اس کی صحبت میں ملا کرے تحفظ کی سانس

جو سمجھ سکے تو سین میں بے گنے جملوں کے اصل معنی  
جس کی محبت، کبھی بھی کم نہ ہو

عورتیں پسند کرتی ہیں مردوں کو کھلانا پڑانا  
دہ پھر شوہر ہو، محبوب ہو کہ ایک دوست

(لیکن) مردوں

پوری کی پوری عورت کو  
کھائیں کی سوچتا ہے! • • •

## • اُس وقت یقیناً ایسا نہ ہو گا

آج کے جیسا دکھ  
کسی پر بھی لا دا ہوا نہ ہو گا  
جنم لینے والا ہر بچہ — مُسکرانے والا ہو گا  
تو تلے بول — بولنے لگتے ہی  
راشتر پتی، پر دھان منtri کو بھی  
چُپ چاپ اُس کا کہنا — سُنا ہو گا  
کوئی بھی اخبار  
خون، ڈکیتی، بلات کاری — جہیز کے ماروں، گھوٹالوں  
اور پولس کی جھوٹی مٹھ بھیر (Encounters) سے بھرا ہوا — آلو دہ نہ ہو گا  
مذہبی جنوںی حاکموں کے بے سرے احکامات کے تحت  
تمام تنسیل کو سڑا نہیں دیا جائے گا  
چجزوں کے کارخانے میں بہت جی — چجز اسلامی کرتا ہوا  
اور مہار — پارلیمنٹ کا کام کا ج چلاتا دکھائی دے گا

محبوب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وقت  
 محبوب کو گرد و پیش کا اندازہ لگانا ضروری نہ ہوگا  
 کوئی بھی شاد و آباد گھر — میدان جنگ کی شکل اختیار نہیں کرے گا  
 راشرگیت کے مقابلے میں — نماز اور آرتیوں کی کوئی اہمیت نہ ہوگی  
 مندروں — مسجدوں کا استعمال — لاپتھر یوں کی صورت کیا جائے گا  
 طبقاتی اور جات پات کے نظام کے بارے میں  
 کسی تار منعقد کرنے کے نوبت — کسی پر بھی نہ آئے گی  
 کبھی ملکوں کی سرحدیں — مٹا دی جائیں گی — (اور)  
 ساری دنیا ہی ایک خاندان بنی ہوئی ہوگی  
 صرف، اُس وقت ہم نہیں ہوں گے  
 — اپنے پوتے — نواسے یقیناً ہوں گے!

## • ایک نظم کا آخری حصہ

خوف بن کر  
 دل میں رہتے ہیں دیوتا  
 اور بجوت — من میں بسرا کیے ہوئے  
 جب تک انسان زندہ رہے گا اس دھرتی پر  
 اُس وقت تک  
 نہ دیوتا کی موت ممکن ہے اور نہ ہی بخوت کی

## • اور ڈڑوا

اس وسیع دنیا میں  
 تمھیں آچھوڑا ہے تمہاری خواہش کے خلاف  
 اُسی طرح — جس طرح میرے ماں باپ نے مجھے

جو کجھ سکے تو میں میں کہے گئے جملوں کے اصل معنی  
جس کی محبت، کبھی بھی کم نہ ہو

عورتیں پسند کرتی ہیں مردوں کو کھلانا پڑتا  
وہ پھر شوہر ہو، محبوب ہو کہ ایک دوست

(لیکن) مردوں  
پوری کی پوری عورت کو  
کھالینے کی سوچتا ہے!  
• • •

## • اُس وقت یقیناً ایسا نہ ہو گا

آج کے جیسا ذکر  
کسی پر بھی لا دا ہوانہ ہو گا  
جمن لینے والا ہر تجھے — مُسکرانے والا ہو گا  
تو تلے بول — بولنے لگتے ہی  
راشتر پتی، پر دھان منتری کو بھی  
چُپ چاپ اُس کا کہنا — سُننا ہو گا  
کوئی بھی اخبار  
خون، ڈکیتی، بلات کاری — جہیز کے ماروں، گھوٹالوں  
اور پُلس کی جھوٹی مٹھ بھیز (Encounters) سے بکرا ہوا — آلو دہ نہ ہو گا  
مذہبی جنوںی حاکموں کے بے سرے احکامات کے تحت  
تمام ترسل کو سڑا نہیں دیا جائے گا  
چجزوں کے کارخانے میں بحث جی — چجز اسلامی کرتا ہوا  
اور مہار — پارلمیٹ کا کام کا ج چلا تا دکھائی دے گا

محبوب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وقت  
 محبوب کو گرد و پیش کا اندازہ لگانا ضروری نہ ہوگا  
 کوئی بھی شاد و آباد گھر — میدانِ جنگ کی شکل اختیار نہیں کرے گا  
 راشرگیت کے مقابلے میں — نماز اور آرتیوں کی کوئی اہمیت نہ ہوگی  
 من دروں۔ مسجدوں کا استعمال — لا بہریریوں کی صورت کیا جائے گا  
 طبقاتی اور جات پات کے نظام کے بارے میں  
 کسی نام منعقد کرنے کے نوبت — کسی پر بھی نہ آئے گی  
 کبھی ملکوں کی سرحدیں — مٹا دی جائیں گی — (اور)  
 ساری دنیا، ہی ایک خاندان بنی ہوئی ہوگی  
 صرف، اُس وقت ہم نہیں ہوں گے  
 — اپنے پوتے — نواسے یقیناً ہوں گے!

## • ایک نظم کا آخری حصہ

خوف بن کر  
 دل میں رہتے ہیں و دیوتا  
 اور بھوت — من میں بسرا کیے ہوئے  
 جب تک انسان زندہ رہے گا اس دھرتی پر  
 اُس وقت تک  
 نہ دیوتا کی موت ممکن ہے اور نہ ہی بھوت کی

## • اور ڈڑوا

اس وسیع دنیا میں  
 تمہیں آچھوڑا ہے تمہاری خواہش کے خلاف  
 اُسی طرح — جس طرح میرے ماں باپ نے مجھے

اور ان کے ماں باپ نے انھیں

اب تمھیں خود ہی خوب لجھنا پڑے گا  
ساری دنیا سے بھی — اور خود سے بھی  
اپنے وجود کو پائندار و مستحکم بنانے کے لیے قدم قدم پر  
یہاں لڑنے والے کو ملا کرتا ہے حق / ادھیکار  
اور برداشت کرنے والوں کو ملکوں کی مار  
بُول تو تم بھی جی سکتے ہو بے شرم پناہ گیر کی طرح  
مہربانی خاطر ”ہاں جی ہاں جی“ کر کے — یہ بھی ممکن ہے  
لیکن تم — ان فاسقتوں کی تاریک ٹھیکھا میں  
دھیرے دھیرے مرد گئے نہیں کسی مذہبی پیشوں کے انتظار میں  
اس کا مجھے یقین ہے

ڈڈا،

تم مت کرو ماذہ پرست سکھ کی خواہش کی خاطر  
انسانیت کے نام پر اچھائی بھلانی  
کھڑے بھی نہ رہو  
لا چار بے جنسوں کی قطار میں  
اپنی بھی امیدوں کو میان کر کے!  
غیر مسلح رعایا پر حکمرانی مت جتاو  
تم ہمیشہ ہی دشمنوں کے خلاف — دوستوں کی طرف سے کھڑے رہو  
اس سے پہلے تمھیں  
دوست کا مکھوٹا پہن کر آنے والے دشمن کو اچھی طرح پہچاننے کا شاستر سیکھنا ہوگا

اورہاں

چک توہیہ مے

کہ یہاں سے دہاں تک انسان

تمام تر ایک جیسا ہی ہوتا ہے ڈڈا

ہوتا ہے تو صرف بھینخے والا اور بھینخی جانے والا

تم مگر خاندانی ضلعی محاسبوں کی صحبت میں کبھی نہ رہو

اس کے برعکس

آن کی مخالفت میں کھڑے ہونے والوں کا نام تم رنگ دیکھو

ورنہ ہی دیکھو ان کی جات، ان کا دھرم، ان کی نسل، ان کا علاقہ

—>

تم جو سانس لے رہے ہو۔۔۔۔۔ وہی سانس وہ لیتے ہیں

تمہیں جو کامنات دکھائی دیتی ہے، وہی انہیں بھی دکھائی دیتی ہے

محارے جو دکھ درد ہوں گے، وہی ان کے بھی ہوں گے

محارے ہی خون کا رنگ نہیں سے لال

ن کی بھی رگ دیے میں سُلگتی ہو گی آگ

عوب/ہوا/پارش/انڈی تا لے/واد بان/جیونی۔ غارا

بڑا یہ نہے / پھل - پھول / سمندر / تملی اور

ان بھی پر سب کا مساوی حق ہے

فطرت کبھی نہیں کرتی بھید بحاؤ

یہ سب

ساری دنیا کو مدل انداز میں بتاؤ

اور خراب تغذیہ کے سبب لاکھوں بال بچے مرتے دنوں میں  
انسانوں کی پیدا کر دہ مورتیوں کو دودھ پلانے والی گاندھاری جتنا کو  
یہ بھی بتاؤ کہ سائنسی پیانہ فکر و نظر کیا ہے؟

—

اور ڈڈا

میری طرح جب تم بھی اس دنیا میں نہیں ہو گے — اُس وقت  
ایسی نظم / کویتا لکھنے کے لیے کسی بھی پتا کو مجبور نہ ہونا پڑے  
ایسی صاف ستری، غیر آسودہ مقدس پا کیزہ دنیا پیدا ہو چکی ہو گی  
اور — اس نئی دنیا کا، نیا کورا ایتھاں  
تمھارے ہی ہاتھ سے لکھا گیا ہو گا  
اس کی مجھے ضمانت دے — یقین دلا  
کم سے کم  
مجھے موت تو سکھ کی آئے گی !

● ● ●

## • ششی (کانت) ہنگو نیکر

[جم ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء، جائے پیدائش: جلگاؤں، تعلیم: ایم اے، بی ایڈ، عبده: شکشن ادھیکاری۔ ضلع پریشدہ، متعدد شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں مگر اولیت "یہ ہسر دا ہے / جنگ جاری ہے" (مطبوعہ: ۱۹۹۹ء) کو حاصل ہے۔ اس کا انگریزی اور ہندی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، اوشابنگو نیکر کے شوہر۔ اسمیتا درش انعام کے علاوہ بہت سارے انعامات سے نوازے گئے ہیں]

## • جنگ جاری ہے

میرے ذکھر درد کی آواز  
کسی کو بھی سنائی نہیں دیتی۔۔۔۔۔  
میں لڑ رہا ہوں میدانِ جنگ میں  
نیلی صبح کے خواب آنکھوں میں بھر کر!  
کب ہی سے.....  
میری یہ جنگ جاری ہے  
طلوع آفتاب سے ملنے کی خاطر!

● ● ●

## • زندگی۔۔۔۔۔ ایک طوفانی خواب

زندگی۔۔۔۔۔ ایک طوفانی خواب ہوتی ہے  
خوابوں کو جھیلنے، شگفتگی عطا کرنے کے لیے  
ہمیں بھی طوفان/ آندھی ہونا پڑتا ہے!

● ● ●

## • چند مختصر نظمیں

۱

سموں کی راہوں پر  
تم آئے تو تھے — لیکن آج تک سمجھتی نہ سکے  
کہ سموں کے اپنے معنی ہوتے ہیں  
(کاش) تم نے  
اطراف میں کتنے پیڑوں کو چکے تھے  
انھیں ایک بار بھی تو  
دیکھا ہوتا!

● ● ●

۲

اُن پر میراؤں کی زنجیریں  
تم توڑ تو سکتے تھے — لیکن —  
تم نے اس قدر جلد بازی کی  
کہ اس میں تم ہی ریزہ ریزہ ہو چکے

● ● ●

۳

پنکھے  
نکل آنے سے پہلے  
پرندے نے (اگر) اڑنے کی کوشش کی  
تو اڑتے اڑتے  
پرندہ، گر پڑتا ہے  
(کاش) تم نے یہ سمجھ لیا ہوتا!

● ● ●

۴

اب جینے کے  
نئے بہانے تلاش مت کرو

اس طرح

بہانوں بہانوں میں زندگی ختم ہو جائے تو  
اس کے کوئی معنی ہی نہیں!

۵

تمھارے خوابوں کے سور  
بلند ہی بلند اڑر ہے تھے۔۔۔ اُس وقت  
تم اپنی ہی دھن میں تھے  
اُسی لیے تو  
موروں کے پنکھے چھانٹے گئے ہیں۔۔۔ (اور)

یہ بات

بہت دیر سے تمھاری سمجھ میں آئی!

۶

تم نے  
(کبھی) جینے نہ دیا سکھ شانتی کے ساتھ  
پھر بھی ہم پڑیاں کیے  
اب تم  
کہنے ہی بہلاتے، پھنسلاتے، تسلی دیتے رہو  
پھر بھی  
اتہاس کو بھلا کیا نہیں جا سکے گا

کے

پھواوں میں بھی  
تبادی کے سرگ بولے گئے ہیں  
کہیں (کسی پر) بھی بھروسہ کرنے کے دن  
اب رہے ہی نہیں!

• ناسِک کے تین شاعر (آدم مُلّا کے حوالے سے)

جن کی سوانحی تفصیل معلوم نہیں

• پردیپ جادھو

• کہہ بھی دیتا خرے

کہہ بھی دیتا خرے

کہہ بھی دیتا خرے  
لیکن کل — تمھی پوچھو گے میری ذات کے بارے میں

اور اور پرے

شخی بگھارو گے کہ تم جات پات کو نہیں مانتے

کہہ بھی دیتا خرے

کہہ بھی دیتا خرے  
لیکن کل — تمھی سناو گے گیتا نئے برے سے

اور بھڑادو گے بھائی کو بھائی سے

بتاؤ تو

کیا تمھاری خانہ جنگی میں  
کوئی بے گناہ شخص مرے گا ہی نہیں؟

کہہ بھی دیتا

کہ ہم ہندو ہیں  
لیکن — کل تمھی مانگو گے چندہ اور کہو گے

”چلو تغیر کریں منڈو کا مندر“

ارے اتنے جلدی کیسے بھول گئے

کہ تم

جس کی قصیدہ خوانی کرتے رہے ہو  
اُسی نے تو تمہاری سنکرتی کو نجس / ناپاک بنار کھا ہے

کہہ بھی دیتا فخرے

کہ ہم ہندو ہیں  
لیکن کل — تمھی کو دکھائی دے گی

کوئی اور قدیم یادگار عمارت!

سوال — اُس یادگار عمارت کا نہیں ہے

ارے

ہم نے تواب کہیں بڑی مشکل سے

بسائی ہے ہماری اپنی بستی

بچٹلی تباہی / مسماڑی کے بعد!      ● ● ●      (رسالہ ”ستیہ شودھک دشا“ سے)

## • اڑون کالے

### • تم کہہ ہی رہے ہو تو

تم

ہمارے لیے

رونے کی بات کہہ ہی رہے ہو  
تو ہم بھی کہتے ہیں کہ تمہاری آنکھیں — ایک بار  
جانچ ہی لی جائیں!

تم

ہمارے لیے قربان ہونا، ہی چاہتے ہو  
تو ہم بھی کہتے ہیں کہ تمہارے تعلقات — ایک بار  
جان ہی لیے جائیں

تم

ہمارے لیے لڑنے کی بات کرتے ہی ہو  
تو ہم بھی کہتے ہیں کہ تمہاری فلکر کی دھار — اور ہاتھوں کے وارکا — ایک بار  
اندازہ لگا، ہی لیا جائے

تم

ہمارے لیے

اڑنے کی سوچتے ہی ہو

تو ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ ایک بار

تمہارے پنکھوں کی ہی جائیں

● ● ● (شعری مجموعہ: "راک گارڈن" سے)

## • اُتم کاملے

### • نقائی

آدمی

کپیوٹر سے پوچھتا ہے.....

اے کپیوٹر!

فلکرو نظر نے جذبات و مرایضانہ احساسات تک

سیکس سے روحانیت تک

سنکرتی سے کراہیت و تنفس تک

بھی کی بھی چیزیں

ایک ہی پیٹ میں کس طرح رکھ لیتے ہو؟

کپیوٹر نے کہا:

“میں تو صرف تمہاری ہی تو نقائی کرتا ہوں”

## • انسان گاہیں اتنی کم کیوں ہیں؟

سیاحی سے

لوٹ آنے والے آدمی نے

کپیوٹر کو بتایا:

”سیاحی کے دوران

مجھے دیوستھان خوب دیکھائی دیے

پورا ستھان بھی خوب دیکھائی دیے

تیرتھا ستھان بھی خوب دیکھائی دیے

دھرم ستھان بھی خوب دیکھائی دیے“

اس پر کپیوٹر نے کہا: ”کیوں رے آدمی!  
تمہارے دلیش میں انسان گا ہیں / دکھائی ہی نہیں دیتی ہیں کیا؟  
• • •

## • کیا دھرم ایسا ہوتا ہے؟

دیوگھر باندھنے کے تنازع پر

امل پڑے

فرقة وارانہ، دھار مک فساد میں

مرنے والوں کی تفصیل / معلومات

کپیوٹر کے سچے میں بھرتے بھرتے

آدمی نے کہا:

”فساد میں مرنے والا ایک شخص سورگ واں ہوا

دوسرا پیغمبر واں

تیرا عیسیٰ واں

چوتھا لبڈہ هواں

پانچواں ویلنڈھ واں

چھٹا زک واں.....“

مرنے کے بعد بھی

علاحدہ علاحدہ مقامات ہی کو جانے والے انسانوں کی تفصیل

سُننے سُننے — کپیوٹر نے کہا:

”اے انسان

سمی مرنے والوں کو ایک ہی فائل میں رکھو گے تو

جگہ بچے گی اور وقت بھی“  
• • •

(شعری مجموعہ: ”جاگتی کرنات ماجھی کویتا“ سے)

## نوٹ

مراٹھی کی مزید منتخب شاعری کے اردو تراجم کے لیے ملاحظہ ہوں درج ذیل اردو قلم کاروں کے انتخابات:

- بدیع الزماں خاور: خوشبو (۱۹۷۳ء)، سبیل (۱۹۷۸ء) مراٹھی رنگ (۱۹۸۱ء) اور نرنجن ازگرے کا شعری مجموعہ "دینار"
- صادق مولیٰ: "تنی مراٹھی شاعری" (۱۹۸۰ء)
- یعقوب راہی: دلت آواز (۱۹۹۸ء)، مراٹھی شاعری کے اردو تراجم: ایک جائزہ (۲۰۰۵ء)
- محمد حسین پرکار: "دریچہ" (۲۰۰۳ء)
- وقار قادری: "سلسلہ جاری ہے" (زیر ترتیب)

مذکورہ شعری انتخابات کے علاوہ: مہارا شر راجہ اردو ساہتیہ اکادمی کے مجلے "امکان" کے شمارہ نمبر ۱۰ اور شمارہ نمبر ۱۲ نیز پروفیسر یونس اگاسکر کی ادارت میں شائع ہونے والے سہ ماہی رسائل "ترسیل" کے متعلقہ شمارے۔ اس سلسلے میں قاسم ندیم کے تراجم بھی قابل توجہ ہیں۔

• • •

## مصنف کی دیگر تصانیف

|       |                                |                            |
|-------|--------------------------------|----------------------------|
| ۱۹۷۵ء | شعری مجموعہ                    | انحراف                     |
| ۱۹۷۶ء | شعری مجموعہ                    | حرفِ مکر                   |
| ۱۹۸۵ء | شعری مجموعہ                    | لحہ لمحہ جاگی رات          |
| ۱۹۸۸ء | ادبی روپرہنم                   | بات سے بات چلے             |
| ۱۹۹۸ء | مراٹھی دلت شاعری کے اردو تراجم | دلت آواز                   |
| ۲۰۰۰ء | شعری مجموعہ                    | خواب تحریر                 |
| ۲۰۰۲ء | ایک جائزہ                      | مراٹھی شاعری کے اردو تراجم |
| ۲۰۰۲ء | شعری مجموعہ (ہندی رسم خط میں)  | حرف انکار                  |
| ۲۰۰۵ء | تئیدی مصائب                    | چند پیش رو                 |

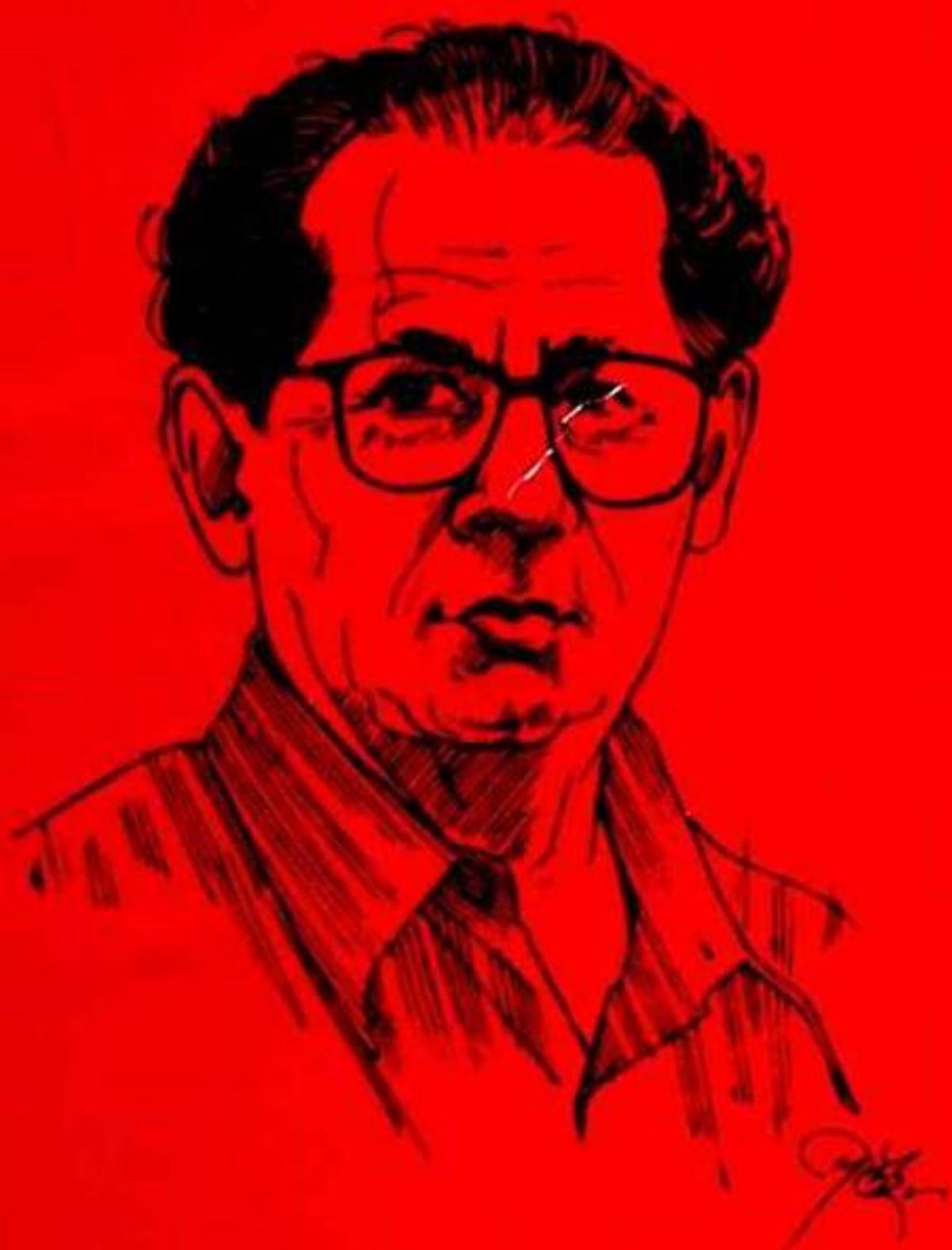
- باقر مہدی۔ عصری آگھی و شاعری ایک تنقیدی کوہاڑ ۲۰۰۵ء
- شعرائے کوکن ۲۰۰۶ء
- بکھری بکھری تحریریں ۲۰۱۳ء
- عذاب عصر ۲۰۱۳ء
- کوکن کا ادبی منظر نامہ اور دوسرا میں تنقیدی مضمایں و تاثرات ۲۰۱۶ء تحریریں
- مراثی شاعری۔ دلت فکر و نظریک ۲۰۱۶ء
- کچھ تو ہو زیر ترتیب
- فلکر و اظہار زیر ترتیب

## مصنف کی مرتب کردہ کتابیں

- وقت کی صدیاں : داؤ دغازی مرحوم کا شعری مجموعہ ۱۹۷۰ء
- نقوشِ عالی : پروفیسر عالی جعفری پرمضایں ۱۹۹۹ء
- احتجاج کا دوسرا نام۔ باقری مہدی : باقر مہدی کی شخصیت، شاعری اور تنقید کے بارے میں مضمایں و تاثرات ۲۰۰۲ء
- اظہرِ من الشمس : علی۔ ایم سٹسی پرمضایں و تاثرات ۲۰۰۳ء
- باقیاتِ باقر مہدی : باقر مہدی کی نشری و شعری تحریریں ۲۰۰۸ء
- نقوشِ حیات : حسن چوگلے پرمضایں و تاثرات ۲۰۱۱ء

• • •

# MARATHI SHAIRI KE KUCH AUR TARAJUM



**YACOOB RAHEE**